قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات یکم ستمبر 2022ء | 4 صفر 1444 ہجری قمری | یکم تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:185

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

(البقرۃ:187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک جگہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے بلکہ چلتے پانی کی طرح ہر روز مستقل انسان کو آگے بڑھتے چلے جانا چاہئے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدّتِ رقّت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (الاحقاف:16)۔ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔‘‘ (اولاد کی وجہ سے بھی اور بیوی کی وجہ سے بھی۔) فرمایا کہ ’’دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰ پر بددعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں‘‘۔ (یعنی اولاد اور بیوی کی وجہ سے) فرمایا کہ ’’تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے‘‘

(ملفوظات جلد10 صفحہ 138-139 ایڈیشن 1984ء)
(خطبہ جمعہ 29/ دسمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- بادشاہ پائیں گے برکت حضرتِ مسرور سے (منظوم)
- ماہ جولائی میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء وتبصرے
- حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کا قصبہ ’’دین گاہ‘‘ اور میرے آباء واجداد
- خطبات امام، ہماری روحانی ترقی کا ذریعہ
- اسیران راہ مولیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا درد
- آؤ! اُردو سیکھیں
- آثار قدیمہ کے ذریعے توحید کی تلاش

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء حدیث 3548)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

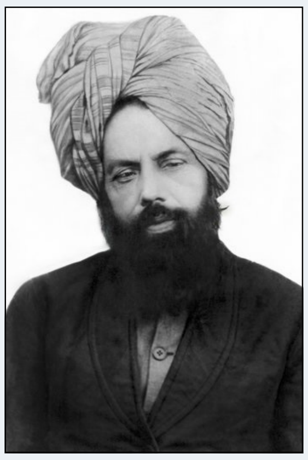

قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے

- بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل:63)۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137 ایڈیشن 1984ء)

- یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے

جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا

دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 62 ایڈیشن 1984ء)

- ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہوجاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا۔ اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔ مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔ ان کے لئے تو بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔۔۔ ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی پاک ہوگیا۔ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (النحل:51)۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 138 ایڈیشن 1984ء)

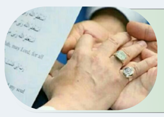

دربارِ خلافت

یورپ میں رہنے والی ایک لڑکی کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب یورپ میں رہنے والی ایک لڑکی کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش میں کامیابی عطا فرمائی اور انعامات سے نوازا۔

سوئٹزرلینڈ کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ جماعت کی ایک نوجوان بچی تھی جو پروفیشنل تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ اُس کے لئے اُسے دو دن کالج جانا پڑتا تھا جبکہ ہفتے میں تین دن ایک فرم میں کام سیکھنا ہوتا تھا۔ وہ بچی اس فرم میں اکیلی مسلمان تھی۔فرم نے اُسے نماز پڑھنے کی سہولت مہیا کی ہوئی تھی۔ جب اُس نے اس فرم میں کورس شروع کیا تو اچانک فرم کو غیر معمولی منافع ہونے لگا اور فرم کو نئے گاہک ملنے لگے۔ نہایت مختصر عرصے میں فرم کی دو نئی بلڈنگز اور کئی نئے ورکرز ہائر (Hire) کرنا پڑے۔جس کالج میں بچی جاتی تھی، وہاں سپورٹس کا ایک پیریڈ ہوتا تھا اور سوئمنگ سپورٹس کا ایک حصہ تھی۔ بچی کو سپورٹس کے پیریڈ میں سوئمنگ میں حصہ لینے کے لئے زور دیا گیا۔ بچی نے انکار کر دیا کہ لڑکوں کے ساتھ سوئمنگ مَیں نہیں کرسکتی۔ ہاں علیحدہ ہو تو اور بات ہے۔ کالج کی انتظامیہ کی طرف سے پھر دباؤ پڑا۔ لیکن اس نے مطالبہ نہیں مانا، ردّ کر دیا۔سکول نے اُس فرم میں شکایت کی۔فرم کی طرف سے بھی بچی کو دباؤ پڑا کہ یہ کالج کی تعلیم کا حصہ ہے اور اگر تم نہیں کرو گی تو نوکری سے نکال دیں گے۔ لیکن بچی جو تھی اپنے ایمان پر قائم رہی اور اُس نے کہا ٹھیک ہے جو مرضی کرو، لڑکوں کے ساتھ میں سوئمنگ نہیں کرسکتی۔ بہرحال ان کا رویہ سخت ہوتا گیا اور بچی نے خود ہی تنگ آ کر فرم کو نوٹس بھیج دیا اور اپنا کورس جاری نہیں رکھ سکی۔فرم کو چھوڑ کر اس نے پرائیویٹ کالج میں داخلہ لے لیا اور جب اس نے فرم چھوڑی تو اللہ تعالیٰ نے بھی عجیب قدرت کا نمونہ دکھایا کہ فرم کو جو فائدہ ہونا شروع ہوا تھا وہ نقصان ہونے لگا اور کام آہستہ آہستہ بالکل ختم ہوتا چلا گیا۔ لوگوں کو فارغ کرنا پڑا۔ آخر جب اس نقصان کی وجوہات معلوم کرنے کیلئے میٹنگ بلائی گئی تو فرم کے ایم ڈی نے برملا اس بات کا اقرار کیا کہ ان کو کسی معصوم کی بددعا لگی ہے۔ اس فرم میں سے کسی نے اس بچی کو اس بارے میں ای میل کے ذریعہ بتایا اور لکھا کہ جب تم نے ہماری فرم کو چھوڑا تو چند دن تک تو تم ہماری فرم میں لوگوں کی گفتگو کا موضوع رہی اور پھر اس کے بعد کبھی تمہارا ذکر نہیں ہوا۔ اب جب سے ایم ڈی نے یہ کہا ہے کہ ہماری فرم کو کسی معصوم کی بددعا لگی ہے تو تم پھر گفتگو کا موضوع بن گئی ہو اور سب کا یہی خیال ہے کہ وہ معصوم تم ہی ہو جس کے ساتھ فرم نے زیادتی کی تھی۔ وہ عورت جو اس کی مینیجر تھی، جس نے بچی کو بہت زیادہ تنگ کیا تھا، اُس کو فرم نے اُس عہدے سے برطرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ بچی پرائیویٹ کالج میں پڑھی اور اچھے نمبروں سے پاس ہوئی اور اپنا کورس مکمل کرلیا، اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس نے خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھا۔سب کچھ جو دنیاوی خواہش تھی اُس کی، وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔ پس ہماری بچیوں کے لئے بھی اس میں ایک سبق ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھیں تو اللہ تعالیٰ فضل فرماتا رہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہاں کی ہر چیز کو اپنایا جائے کہ جو کسی نے کہہ دیا اُس پر عمل کرنا ہے۔ نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہئے جو ان کی اچھائیاں ہیں، وہ لیں۔ جو ان کی برائیاں ہیں، اُن سے بچنے کی کوشش کریں۔سوئمنگ کرنا بچوں کے لئے، لڑکیوں کے لئے منع نہیں ہے، ضرور کریں لیکن لڑکیاں لڑکیوں میں سوئمنگ کریں اور یہ اچھی بات ہے تیراکی تو ہر ایک کو آنی چاہئے۔ یہ جو آجکل سوئمنگ کی تربیت دینے کا زور پڑ گیا ہے۔ ہماری دادی مجھے بتایا کرتی تھیں کہ اُس زمانے میں جب سوئمنگ پول تو نہیں ہوتے تھے، نہروں پر جا کر سوئمنگ کی جاتی تھی اور وہ بڑی اچھی تیراک تھیں۔سو سال سے زیادہ پرانی بات ہے، اُس وقت بھی تیراکی کیا کرتی تھیں اور بڑی اچھی اَپ سٹریم (up stream) تیرا کرتی تھیں۔ تو ہماری عورتیں بھی تیرتی ہیں اور تیرنا آنا چاہئے، سوئمنگ کرنی چاہئے لیکن ایسا انتظام یہاں انتظامیہ سے رابطہ کر کے کروائیں کہ لڑکیوں کے وقت میں صرف لڑکیاں ہوں اور یہ ہو جاتا ہے۔ یورپ میں مَیں نے کئی جگہ اس طرح دیکھا ہے جب کوشش کی تو ہو گیا۔

ایک مخلص دوست سعید کا کو صاحب کو غانا میں خراجِ تحسین پیش کیا گیا جو اس وقت ہائی کورٹ کے ہمارے ایک جج ہیں، ان کو اپیل کورٹ کا جج بنایا گیا ہے۔ غانا بار ایسوسی ایشن نے ان کے اعزاز میں ایک سائٹیشن (citation) پیش کی۔ اس میں لکھا کہ اگرچہ آپ انسان ہیں جس سے غلطی ہونا لازمی ہے مگر آپ نے کسی قسم کی کرپشن نہیں کی۔ فیصلہ کرنے کے بعد آپ شکریہ کا تحفہ لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ آپ کی شخصیت میں کرپشن کا مادّہ ہرگز نہیں پایا جاتا۔ غانا بار ایسوسی ایشن نے آپ کو ایماندار، محنتی اور اِنکرپٹ ایبل (incorruptible) جج یعنی ایسا جج جو کرپٹ نہیں کیا جا سکتا، قرار دیا ہے۔ یہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر اور اس کی حقیقت کو سمجھنے والوں میں آتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 11/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بادشہ پائیں گے برکت حضرتِ مسرور سے

اک حسیں ہوتا ہے جب بھی شان سے جلوہ نما
سینہ میں قرآں سجائے لب پر مولیٰ کی ثنا

اس کی پُرتاثیر باتیں دل کو دیتی ہیں سکوں
اس کا خطبہ ہے سبھی کے واسطے آبِ بقا

کرتا ہے انذار اور تبشیر وہ حکمت کے ساتھ
سنتے ہیں اپنے پرائے سب پیامِ جانفزا

نیکی تقویٰ اور محبت پیار کی تلقین بھی
کرتا ہے وعظ و نصیحت، رہنمائی وہ سدا

اس کا دل تو آسمانی نور سے معمور ہے
اس کو مولیٰ سے ملی ہے ایک نورانی قبا

بادشہ پائیں گے برکت حضرتِ مسرور سے
قومیں اس کے امن کے پرچم میں ڈھونڈیں گی پنہ

شکر کرتا ہے یہ مؤمن اپنے مولیٰ کے حضور
جس نے بخشا ہے ہمیں مسرور جیسا رہنما

خواجہ عبدالمومن۔ناروے

دعا کا تحفہ

آغاز و انجام کے نیک ہونے اور خاص نصرت الٰہی کی دعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت مدینہ کے زمانہ کے قریب یہ دعائیہ آیت اتری۔ (بخاری و مسلم) ہر کام کے نیک آغاز اور انجام کے لئے یہ دعا مجرب ہے:

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل:81)

اے میرے رب! مجھے نیک طور پر (دوبارہ مکّہ میں) داخل کر اور ذکر نیک چھوڑنے والے طریق پر (مکّہ سے) نکال اور اپنے پاس سے میرا کوئی (مضبوط) مددگار (اور) گواہ مقرر کر۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 38)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اداریہ

الفضل کے حوالے سے
ماہ جولائی میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء وتبصرے
قسط 8

• **دلچسپ مضامین سے مزین اخبار**

روزنامہ الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر خصوصی نمبر بہت دلچسپ مضامین لئے ہوئے تھا۔عثمان مسعود صاحب کی تحریر میں درج جملہ ’’وہ قلمی جہاد جو ہم الفضل میں کریں گے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی‘‘ یقیناً تحریک دلانے والا تھا۔’’خدا ہو مہربان تم پر کہ میرے مہربان تم ہو‘‘، تصنع سے پاک دل کو چھو لینے والی تحریر جس میں عجز و انکسار کا غالب پہلو اس کو مزید خوبصورت بنا گیا۔مضمون’’روزنامہ الفضل سے میری وابستگی‘‘ خوبصورت الفاظ سے مرصّع، احساسات کا ترجمان، الفضل کی خوبیوں اور اس سے وابستگی کی صورت میں ملنے والے افضال و فوائد کا احاطہ کیے ہوئے تھا۔مورخہ 16جون 2022ء کی اشاعت میں شائع کردہ آرٹیکل ’’ہمارا ٹیگ ہماری پہچان احمدیت‘‘ہمیشہ کی طرح معلومات سے بھرپور اور تربیتی اعتبار سے ایک نئی جہت اور نیا رنگ لیے ہوئے تھا۔مورخہ 30جون 2022ء کی اشاعت میں اداریہ ’’اللہ کا رنگ پکڑو‘‘ میں صفاتِ باری تعالیٰ کو مختصر مگر نہایت موثر اور عام فہم طریق پر بیان کیا گیا ہے۔

(ثمرہ خالد۔ جرمنی)

• **یوم تاسیس مبارک**

اللہ تعالیٰ الفضل اخبار کو ہمیشہ ہر دور میں زبردست ترقی اور کامیابی عطا کرے اور آپ کی پوری ٹیم کو کسی بھی لحہ کام میں کوئی مشکل نہ آئے۔ آمین۔الفضل کی سالگرہ کے موقع پر آپ کا تہ دل سے شکریہ کہ آپ نے مضامین لکھنے کا موقع اور حوصلہ دیا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے خاکسار کو بھی الفضل پڑھنے اور اس میں لکھنے کا راستہ بتایا اور ہر کام میں میری مدد کی۔

(سید عمار احمد۔ جرمنی)

روزنامہ الفضل کو جاری ہوئے 109 سال مکمل ہونے پر اس عاجز کی طرف سے تہ دل سے مبارکباد قبول فرمائیے۔اللہ تعالیٰ اس ادارہ کا اور اس ادارہ کو چلانے والوں کا جو خلافت احمدیہ کے زیر سایہ بہت عظیم الشان خدمت کی توفیق پا رہے ہیں، خاص حامی و نگہبان ہو اور اس ادارہ کو ساری دنیا میں پیاسی روحوں کو سیراب کرنے والا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مشن پورا کرنے میں کلیدی کردار ادا کرنے والا بنا دے، آمین ثم آمین۔

(عدنان ہاشمی۔ کینیا)

• **نئے تقاضوں سے ہم آہنگ اخبار**

18جون 2022ءخصوصی نمبر الفضل آن لائن کے شمارے میں زیر عنوان ’’اخبار اسم بامسمّی‘‘ آرا اور تبصرے پڑھنے کو ملے اور الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر قارئین کو مبارکباد پیش کی گئی۔ نئے قلمکاروں کی مستقبل قریب میں قلمی جہاد کرنے والوں کی ایک نئی فوج تیار ہو رہی ہے۔نئی ٹیکنالوجی اور نیا زمانہ اس بات کا متقاضی تھا کہ ان کی انہی خطوط پر رہنمائی ہو۔مورخہ 18 جون 2022ء کی اشاعت میں ’’الفضل‘‘ سے میری وابستگی‘‘ خوب سے خوب تر ہے۔مضمون بہت عمدہ، عبارت بہت اچھی، توازن برقرار، تسلسل قائم ساری خوبیاں جمع ہیں، ماشاء اللہ مورخہ 18جون 2022ء ہی کی اشاعت میں ہماری قابل احترام، ہر دلعزیز بزرگ خاتون محترمہ صفیہ بشیر سامی کا مضمون تو دل کو چھو گیا۔

(محمد عمر تماپوری کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ انڈیا)

• **ایک نایاب تحفہ**

مورخہ 20جون 2022ء کے اداریہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب دعا آپ نے تحریر کی ہے وہ ہر قاری کے لئے اک تحفہ ہے۔

(نصرت قدسیہ۔ فرانس)

• **بہترین روحانی مائدہ**

الفضل ہمارے لئے بہت خوبصورت روحانی مائدہ ہے۔اس میں ہماری دینی و دنیاوی تعلیم، دونوں کا سامان ہوتا ہے۔روزنامہ الفضل پڑھ کر مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ کوئی میرے دل کو پڑھ کر اسکے مطابق ’’الفضل‘‘ بنادیتا ہے۔یعنی جو چیز پڑھنے کی خواہش یا طلب ہوتی ہے ’’الفضل‘‘ کھولو تو اکثر مواد اسکے حوالے سے ہوتا ہے،

الحمدللہ، نئے لکھنے والے اور لکھنے والیاں اتنا خوبصورت لکھتی ہیں کہ انکی تحریرات پڑھ کر رشک آتا ہے۔

(مبارکہ شاہین۔ جرمنی)

• **بہترین اداریے**

مورخہ 30جون 2022ء کی اشاعت میں ’’اللہ کا رنگ پکڑو‘‘ میں نے بہت شوق اور سبق سمجھ کر پڑھا ہے۔بہت اچھا لگا۔میرے لئے الفضل ایک بہت بڑی روشنی ہے جو مجھے آپ کی وساطت سے ملی ہے۔جزاکم اللہ۔ ویسے تو آپ کے تمام اداریے ہی بہت زبردست ہوتے ہیں۔مجھے سیکھنے کو بہت کچھ مل جاتا ہے۔

(صفیہ بشیر سامی۔ برطانیہ)

• **اہم معلومات فراہم کرنے والا**

مورخہ 25جون 2022ء کے شمارے میں ’’ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ‘‘ موصول ہوئیں۔یہ ہدایات نہ صرف کمپوزنگ کرنے والے حضرات کے لئے بلکہ مضمون نگاروں کے لئے بھی نہایت اہم اور مفید ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو اجر عظیم عطا فرمائے جو نہایت احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(فرحان احمد حمزہ قریشی۔ کینیڈا)

• **الفضل کے حوالے سے دو مبشر رویاء**

میرا گلشن حیات‘‘ میں خوابوں کا باب دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھا تو خاکسار بھی آج آپ سے الفضل کے حوالے سے اپنی دو خوابیں بیان کرنا چاہے گی۔آج سے چند سال قبل غالباً 2013ء یا 2014ء کی بات ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پرانی بیرکس یا دارالضافیت کے پرانے کمرے ہیں اور میں کمروں میں جارہی ہوں کیونکہ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور میں جب جاکر دیکھتی ہوں تو وہ الفضل اخبار کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔میں نے چہرہ تو نہیں دیکھا مگر میں نے دیکھا کہ وہ نیم دراز ہیں اور اخبار الفضل کھولا ہوا ہے۔جیسے انسان لیٹ کر پڑھ رہا ہو۔میں آہستہ سے سلام کر کے واپس آجاتی ہوں۔دوسرا خواب کچھ عرصہ قبل دیکھا۔خواب میں دیکھا کہ ربوہ میں الفضل کا پرانا دفتر ہے۔جس میں جیسے پانی نکالنے کے لیے بور کرتے ہیں ہم بور کررہے ہیں اور دلچسپ بات یہ کہ جہاں جہاں سے بور کرتے ہیں وہاں پانی کی بجائے تیل نکلتا آرہا ہے۔میں خوشی سے کہتی ہوں کہ ماشاء اللہ اب تو اخبار بہت امیر ہوجائے گا کیونکہ جماعت کا اپنا ذاتی تیل نکل رہا ہے۔اور پھر جیسے پانی کی موٹر کے ذریعے سے پانی کھینچتے ہیں ہم تیل نکال رہے ہیں۔اس کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔

(درثمین احمد۔ جرمنی)

• **شاندار تحقیقی مضامین**

مورخہ 11جولائی 2022ء کے شمارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی عمر پر اعتراض کے حوالے سے بہت ہی اعلیٰ تحقیقی مضمون پڑھنے کو ملا ہے۔

(ڈاکٹر ملک مدثر احمد۔ نائیجیریا)

• **پرحکمت اداریے**

مورخہ 7جولائی 2022ء باغ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت و فلسفہ پر، اداریہ، پڑھ کر دل و دماغ کی کھڑکیاں کھلتی چلی گئیں۔ایسے لگا یہ سب کچھ تو ایسے میٹھے اور لذیذ پھل کی طرح ہے جو پہلے کبھی نہیں کھایا۔ابھی ابھی میں ایسی جنتوں میں پہنچ گئی جہاں دلی راحت اور سکون تھا۔کوئی پاک وجود مجھے اعلیٰ ذات رحمٰن و رحیم کے دیار میں لے آیا تھا۔اللہ سلامت رکھے ایسے نفوس کو ایسے دیار کے دیدار سے دوسروں کا بھلا کرتے ہیں۔جینے کا مقصد واضح کرتے ہیں۔

(صادقہ احمد۔ کینیڈا)

• **سراسر فضل اخبار**

جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ کی اجازت سے 18 جون 1913ء کو اس کا پہلا پرچہ شائع ہوا، اور آپؓ ہی نے اس پرچہ کا نام ’’الفضل‘‘ رکھا۔یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ کی دعاؤں کا ثمرہ تھا۔اللہ تعالیٰ الفضل کے یہ 109سال پیارے ہر دل عزیز آقا و امام اور جماعت احمدیہ کے لئے بہت بہت مبارک کرے۔آمین۔

(آر آر قریشی)

• **جدت پسند اخبار**

روزنامہ الفضل جدید دور کی ٹیکنالوجی سے بخوبی فائدہ اٹھا رہا ہے۔دنیا کے پرنٹ میڈیا اور اخبارات کو دیکھیں تو وہ بھی خود کو آگے بڑھانے کی کوشش کررہے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ یہ روزنامہ ان سب اخبارات کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔اگر نہیں تو ان شاءاللہ بہت جلد ان دنیاوی اخبارات کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا۔کیونکہ یہ واحد اخبار ہے جو پوری دنیا کو روحانی راہنمائی دیتا ہے اور جدت پسند بھی ہے۔روزنامہ الفضل آن لائن اخبار کی سہولت ہمارے جیسے لوگوں کے لئے روحانی تسکین کا موجب بنتی ہے جس کے ذریعے جماعت کی دینی ترقی اور دیگر اہم معلومات مہیا ہوتی ہیں۔مدیر صاحب اور ان کے ساتھی ہمہ وقت اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ اس روزنامہ کو جدید سے جدید تر بنایا جائے تاکہ اس سے احباب جماعت اور پوری دنیا کے قارئین

بقیہ صفحہ 12 پر

وسیمہ اُپل۔آسٹریلیا

حضرت مسیح موعود کے صحابہ کا قصبہ ”دین گاہ“ اور میرے آباء و اجداد

قسط دوئم آخر

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل آن لائن مؤرخہ 25؍اگست 2022ء

میرے نانا بھائی محمود

”عرصہ ہوا میرے پر دادا کے وقت میں ایک بزرگ نے میرے دادا کو دعا دی تھی کہ وہ قرآن حفظ کرلیں اور ایسا ہی ہوا اور بہت تھوڑے عرصے میں وہ حافظ بن گئے۔اسی نیک بزرگ نے ایک اور دعا دی کہ اس گلی میں کوئی چوری نہ ہوگی اور جو بدکار ہوگا اس کا گھر تباہ ہو جائے گا۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب 1953ء میں میاں عطاء محمد نے ڈائری میں لکھا۔

”اب یہ گلی تمام کی تمام ویران پڑی ہے۔ہمارے ایک چچا زاد بھائی نے دو شادیاں کیں اس کے نصیب میں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

گویا اب بالکل ابتر ہیں۔اس کے دوسرے دو بھائی شراب پی کر بے نور ہو گئے۔وہ بھی ان کی طرح شرابی اور زانی ہیں۔ان کے مکانوں کو تالے لگ گئے۔“

میاں عطاء محمد صاحب احمدی کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا۔آپ کی بیٹی کی شادی دلاور چیمہ گاؤں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے گھرانے میں محمد حسین اُپل سے ہوئی جو اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔میاں عطاء محمد کے بڑے بیٹے عبدالحیٔ کی شادی سیالکوٹ کے میرزا بیگ خاندان میں ہوئی جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے تھا۔شادی کے بعد عبدالحیٔ کو ان کے والد نے خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں درویش کے طور پر قادیان بھیج دیا۔جہاں وہ کم از کم تین سال اکیلے مشکل حالات میں رہے۔آپ کے ایک اور بیٹے عبدالحمید کی شادی لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں میاں فضل الٰہی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی۔میاں عطاء محمد صاحب احمدی کو اللہ تعالیٰ نے 25 پوتے، پوتیوں، نواسے، نواسیوں سے نوازا۔آپ کی ایک نواسی کے داماد آئرش احمدی ابراہیم نونن ہیں۔جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اسلام احمدیت کے لیے زندگی وقف کر دی اور آج کل آئرلینڈ میں مربی اور مبلغ کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔میاں عطاء محمد احمدی کی اگلی نسل جو گجرات میں آباد ہوئی یعنی ان کے بڑے نواسے وہ وہاں بہت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ان کی بیوی بھی سیالکوٹ کے میرزا بیگ خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور گجرات میں ایک نیک باپردہ خاتون کے طور پر اپنی پہچان بنائی۔میاں عطاء محمد صاحب کی قبر ڈنگہ کے اسی پرانے قبرستان میں موجود ہے اور کتبہ پر تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

بابو عطاء محمد صاحب احمدی قوم وڑائچ سکنہ ڈنگہ ضلع گجرات

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تاریخ پیدائش یکم محرم ہجری 1300ء

1900ء میں پیدل چل کر قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔

تاریخ وفات 4 نومبر 1954ء بروز جمعرات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

میرے نانا

حضرت بھائی محمود احمدؓ کا قبول احمدیت

میرے نانا ڈنگہ میں 1889ء میں ایک نیک دین دار راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد اور دادا حافظ قرآن تھے۔آپ بھی بہت خوش الحانی سے بچپن ہی سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔آپ کے والدین بچپن میں وفات پاگئے اور آپ اپنے بڑے بھائی حافظ احمد دین کی زیر کفالت رہے۔جب حافظ احمد دین صاحب بیعت کے لیے قادیان گئے تو میرے نانا کو ساتھ نہ لے گئے۔میرے نانا اگلے دن ہی ایک وکیل کے ہمراہ قادیان چلے گئے تا بیعت کرسکیں مگر وہاں لوگوں نے مشورہ دیا کہ بہت کم سن ہو ابھی واپس جاؤ اور سوچ کر فیصلہ کرو۔ڈنگہ واپس آنے کے بعد آپ واپس قادیان جانے کے لیے بہت بے چین رہنے لگے۔آپ کے بڑے بھائی واپس ڈیرہ اسماعیل خان کام پر جا چکے تھے۔چنانچہ 1901ء میں آپ پیدل سفر کرتے قادیان پہنچ گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔آپ صرف بارہ سال کے بچے تھے لیکن واپس جانے کا خیال ترک کر دیا۔قادیان میں ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نانا) نے میرے نانا کو بیٹا بنا کر پال لیا اور بہت محبت سے دیکھ بھال کی۔ڈاکٹر صاحب کی زیر نگرانی میرے نانا نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول سے تعلیم مکمل کی اور ڈسپنسر کا کورس کرنے کے بعد نور ہسپتال میں نوکری کرلی مگر تنخواہ مقرر نہ ہوئی اور کھانے کے لیے کوئی رقم نہ تھی۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت امامنا علیہ الصلوۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

خاکسار شفاخانہ میں کام کرتا ہے۔کچھ مقرر تنخواہ نہ ہونے پر کھانے کی بہت تکلیف ہوتی ہے۔اگر حضور لنگر خانہ میں اجازت فرمادیں تو ان شاء اللہ القدیر تنخواہ کے مقرر ہونے پر بحسب توفیق حضور کی خدمت اقدس میں جو کچھ خاکسار سے ہو سکا ان شاء اللہ تعالیٰ حاضر خدمت کر دیا کروں گا۔

والسلام

راقم آپ کا غلام محمود احمد شفا خانہ احمدیہ قادیان

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاغذات میں محفوظ رہ گیا اور آپ کے کاغذات کے ساتھ سفر کرتا ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ربوہ پہنچ گیا اور آپ کی وفات سے چند ہفتہ قبل میرے ماموں حافظ مسعود احمد صاحب کو سرگودھا پہنچایا گیا۔جس پر پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کے دستخط اور تاریخ درج ہے۔ 25 مئی 1965ء میرے ماموں ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب کے حوالے کیا جب آپ قادیان سے ہجرت کر کے سرگودھا رہائش پذیر ہو چکے تھے۔

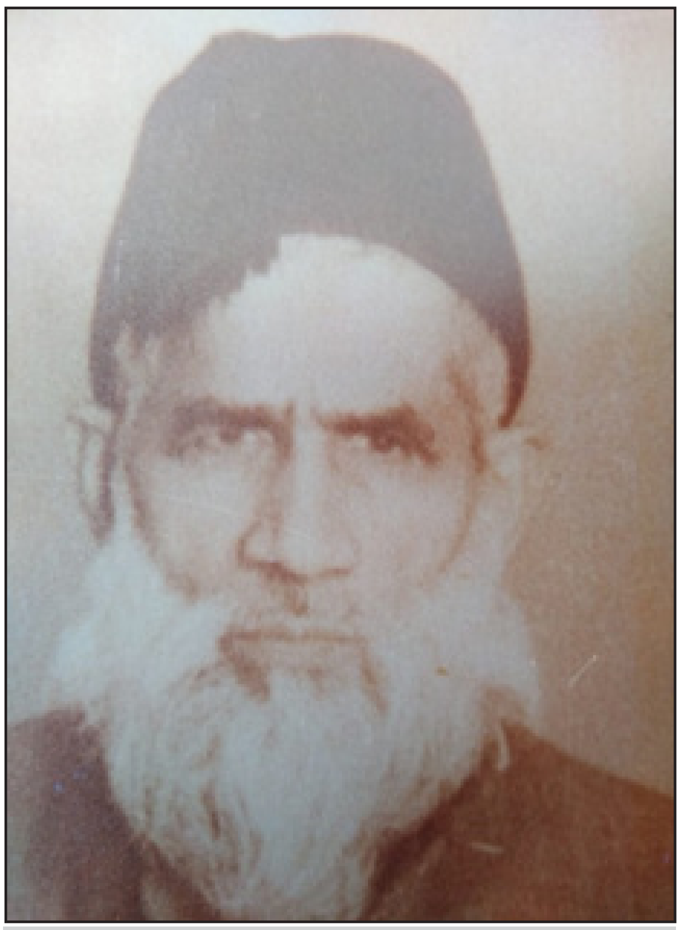

حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد میرے نانا کو اپنے آقا سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔آپ ہمیشہ مسجد مبارک میں نماز ادا کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر کے لیے جایا کرتے تھے۔ایک دفعہ سیر کے دوران جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے کہ نماز کا وقت ہوا اور کسی نے کہا مولوی صاحب نماز پڑھا دیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود امامت کرنا پسند فرمائی۔میرے نانا بیان فرماتے تھے کہ ان کے کندھے پر ایک چادر تھی جو انہوں نے جلدی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لیے بچھادی۔بعد میں کسی نے یہ چادر میرے نانا سے لی اور واپس نہ کی۔میرے نانا آنسو بھری آنکھوں سے یہ واقعہ بیان کرتے تھے کہ کس طرح وہ اس چادر سے محروم ہو گئے۔میرے نانا کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت اور آپ کے خاندان سے عزت کا جذبہ بہت عظیم تھا اور یہی خاصیت آپ کی اولاد میں اور اگلی نسلوں میں منتقل ہوئی۔میرے نانا نے نور ہسپتال میں کام کرنے کے بعد قادیان میں اپنا شفا خانہ کھولا اور ایک کامیاب معالج کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔آپ نہایت متقی دین دار اور کم گو شخصیت کے مالک تھے اور آپ کے کردار کی بلندی ہر کسی کو پسند تھی۔آپ نہایت سنجیدہ تھے اور زیر لب ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور دوا دیتے وقت نسخ لکھتے اور مرہم پٹی کرتے ہوئے ”اللہ شافی“ کا ورد کرتے۔آپ کی فرشتہ سیرت اور اعلیٰ اخلاق کے باعث سب آپ کو بھائی جی کہتے تھے۔یہ لفظ خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ صحابہ کے لیے استعمال ہوا ہے مثلاً بھائی عبدالرحمن قادیانی، بھائی عبدالرحیم قادیانی اور میرے نانا بھائی محمود احمد قادیانی۔میں نے اپنے نانا کو اکثر رقت

آمیز آواز سے یہ شعر گنگناتے سنا تھا۔

شاہ ہو کر آپ کیا لیں گے غریبوں سے حساب
میں ہوں خالی ہاتھ مجھ کو یونہی جانے دیجئے

صحابی منشی امام دین صاحب پٹواری اور میرے نانا کی شادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں ایک نام عبدالعزیز صاحب پٹواری کا ہے جو اوجلہ سے تعلق رکھتے تھے اور 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ پٹواری کے طور پر سیکھواں میں رہتے تھے۔ جہاں سیکھواں برادران نے بھی احمدیت قبول کر لی۔عبدالعزیز صاحب کا نام بھی تین سوتیرہ صحابہ کی لسٹ میں درج ہے۔منشی عبدالعزیز صاحب کی بہن کی شادی قلعہ درشن سنگھ کی ارائیں برادری کے امام دین کے ساتھ ہوئی۔ جو لوہ چپ میں پٹواری کے طور پر کام کر رہے تھے۔منشی عبدالعزیز صاحب نے اپنے برادر نسبتی منشی امام الدین صاحب کو تبلیغ کرنی شروع کی تا کہ وہ جلد احمدی ہو جائیں اور اس طرح ان کی بہن کریم بی بی بھی احمدیت قبول کر سکیں۔ 1894ء میں منشی امام الدین نے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ منشی عبدالعزیز صاحب اور جمال الدین صاحب سیکھوانی آپ کو لے کر قادیان گئے۔ بیعت کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے اور منشی امام الدین صاحب نے اسے خود بیان کیا تھا جسے اصحاب احمد جلد 1 حصہ اوّل صفحہ 147 اور الحکم میں 1905ء میں درج کیا گیا۔منشی صاحب نے فرمایا۔

’’ہم تینوں شام کے وقت قادیان پہنچے اور حضرت اقدس کے پیچھے نماز ادا کی اس کے بعد منشی عبدالعزیز صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے کہا ’’حضور ان کی بیعت لے لیں‘‘ حضور نے فرمایا اندر آ جائیں۔ جب میں اکیلا بیت الفکر میں گیا تو حضور ایک چارپائی کی پائنتی کی طرف بیٹھ گئے اور مجھے چارپائی کے سرہانے بیٹھنے کو کہا۔ میں پہلے تو جھجکا مگر حضور کے دوبارہ ارشاد فرمانے پر بیٹھ گیا اور حضور نے بیعت لی۔حضور کا یہ برتاؤ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ کہاں وہ پیر جن کے برابر بھی کوئی نہیں بیٹھ سکتا اور

قبر کریم بی بی اہلیہ منشی امام دین پٹواری

کہاں اللہ کا مسیح موعود جو ایک ناچیز خادم کو چارپائی کے سرہانے بٹھاتا ہے۔ اخویم منشی عبدالعزیز کمرے کے اندر داخل نہ ہوئے تھے لیکن باہر سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے‘‘

منشی امام الدین صاحب کی تبلیغ سے جلد ہی آپ کی اہلیہ کریم بی بی نے بھی بیعت کر لی۔منشی صاحب کی احمدیت سے وابستگی کی وجہ سے ان کو تبلیغ کا بہت شوق پیدا ہوا اور آپ کی کوشش سے اور تبلیغ کے نتیجہ میں موضع لوہ چپ اور قلعہ گلانوالی کی جماعتیں قائم ہوئیں۔ جلد ہی آپ پندرہ پندرہ دن کے لیے تبلیغ پر جانے لگے اور کئی بار مخالفین کی سختیاں برداشت کیں۔ آپ ہر جمعہ کو پیدل سفر کر کے اپنی اہلیہ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لیے قادیان مسجد مبارک حاضر ہوتے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھے رہتے اور آپ سے بے حد عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ آپ حضرت اقدس کے ان واقعات کے گواہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردگرد بیٹھے ہوئے افراد کے دل میں جو سوال ہوتے تھے۔ حضور ان ہی موضوعات پر نصائح فرماتے تھے اور ایسے واقعات بارہا ازیاد ایمان کا باعث بنتے تھے۔منشی صاحب کے دوسرے بیٹے کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظہور احمد رکھا۔ جب منشی صاحب اسے اٹھا کر حضور اقدس کی خدمت میں لے گئے۔منشی صاحب نے بیان کیا کہ یہ نام میرے انہی خیالات کے مطابق ہوا جو دل میں آ رہے تھے۔منشی صاحب ایک اور نشان کے بھی گواہ تھے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ منشی محمد حسین بٹالوی والے مقدمہ زیر دفعہ 107 کی پیشی دھاریوال میں مقرر ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر منشی صاحب حضور اقدس کی خدمت میں حاضر تھے اور کہا ’’حضور محمد بخش تھانے دار کہتا ہے ’’مرزا مقدمات سے بچ کر نکل جاتا ہے اب میرا ہاتھ دیکھے گا‘‘ حضور نے فرمایا

’’میاں امام دین اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا‘‘

منشی امام دین کہتے ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا اس کی ہتھیلی میں شدید درد ہوتا تھا اور وہ اس درد سے تڑپتا تھا اور اسی سے اس دنیا سے گزر گیا۔ اس تھانے دار کے پوتے ڈاکٹر لیفٹیننٹ غلام احمد آئی ایم ایس نے تصدیق کی کہ اس کے دادا کی موت ہاتھ کے ایک خطرناک پھوڑے کی وجہ سے ہوئی۔ میں نے اپنی والدہ سے بھی یہی قصہ سنا جو امام دین صاحب کی نواسی تھیں۔میاں امام دین کی زندگی کے تمام حالات اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 147 سے 157 پر درج ہیں۔ اسی طرح روایات کے رجسٹر میں روایات کے تمام رجسٹر میں بھی ہیں۔

میرے نانا کی شادی

قادیان میں منشی امام دین صاحب مسجد مبارک میں نماز کے دوران ہمیشہ ایک گوری رنگت والے خاموش طبع فرشتہ سیرت نوجوان کو دیکھتے تھے۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یتیم بچہ ہے بالکل اکیلا ہے اور ہجرت کر کے ڈنگہ سے آیا ہے وہاں صرف ایک بھائی ہے جو ڈیرہ اسماعیل خان میں نوکری کرتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بیٹا بنا رکھا ہے۔ نام محمود احمد ہے اور نور ہسپتال میں کام کرتا ہے۔منشی صاحب نے جلد ہی اپنی بیٹی زینب کی شادی اس نوجوان سے کر دی اور بہت مطمئن اور خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت متقی اور دیندار داماد سے نوازا۔ اس کے بعد منشی صاحب نے اپنی دوسری بیٹی آمنہ کی شادی بھی اپنے

داماد کے بھتیجے ڈاکٹر محمد دین سے کی۔ جو اس وقت ڈنگہ میں تھے بعد میں ڈاکٹر صاحب کی فیملی بھی قادیان آ کر آباد ہو گئی۔ منشی صاحب کی ایک اور بیٹی کا خاندان بعد میں برطانیہ میں آباد ہوا جن کی اولاد میں مشہور احمد گلزار کی شادی ماریشس کی خاتون رقیبہ سے ہوئی جو ایم ٹی اے کی اولین کام کرنے والی اور دین کے لیے وقف ہیں۔ رقیبہ کی ساس مسعودہ گلزار منشی امام دین وہاڑی پاکستان کے مشہور احمدی متمول خاندان کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ ان کی اولاد نیک دیندار خادم دین اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے جماعت میں عزت اور عقیدت سے دیکھی جاتی ہے۔ آمنہ اور ڈاکٹر محمد دین کی بیٹی رضیہ کی شادی میرے ماموں زاد ودود احمد کے ساتھ ہوئی جو بہت سال قبل برطانیہ میں قیام پذیر ہوئے اور آجکل ٹلفورڈ اسلام آباد کے قریب Aldershot رہتے ہیں اور اپنے والد محترم بھائی محمود احمد صاحب کی طرح اعلیٰ کردار کے مالک نہایت متقی احمدی کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کی اہلیہ نیکی، تقویٰ، محبت، رواداری، اعلیٰ اخلاق اور صلہ رحمی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح نیکی اور تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق و بلند کردار صحابہ کی نسلوں میں منتقل ہوتا ہے اور اگلی نسلوں کے لیے مثال بن جاتا ہے۔ میرے ماموں کے داماد اویس جنوعہ کا تعلق ایک عظیم خاندان سے ہے جو ترکی سے پیدل ہجرت کر کے قادیان آئے۔منشی امام دین کے بڑے بیٹے چوہدری نثار احمد کی شادی حضرت ڈاکٹر عبداللہ احمدی کی بیٹی رضیہ احمدی سے ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب گوراں والی ضلع گجرات پاکستان سے تعلق رکھتے تھے اور 1896ء میں قادیان آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی پوسٹنگ نیروبی کینیا میں ہو گئی اور آپ اپنی فیملی کے ساتھ وہیں رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ وہاں ڈاکٹر احمدی کے نام سے شہرت رکھتے تھے اور آپ نے قبول احمدیت کے بعد اپنے نام کے ساتھ احمدی لفظ کو فخر کا باعث سمجھا۔ حضرت ڈاکٹر عبداللہ احمدی کے بیٹے غضنفر احمدی کی اولاد سڈنی آسٹریلیا میں آباد ہوئی اور سبھی اپنے نام کے ساتھ احمدی ہی لکھتے ہیں اور احمدیت کی خدمت میں پیش پیش ہیں۔حضرت عبداللہ احمدی صاحب کی دوسری بیٹی صفیہ کی شادی منشی امام دین صاحب کے بیٹے اور میرے ماموں ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب کے ساتھ ہوئی۔حضرت عبداللہ احمدی صاحب کی وفات 1950ء میں نیروبی میں ہوئی۔موصی ہونے کی وجہ سے ان کا یادگار کتبہ بہشتی مقبرہ میں نصب کیا گیا۔

رضیہ احمدی صاحبہ میری والدہ کی ممانی کی بڑی بیٹی آنسہ صاحبہ کی شادی منشی امام دین صاحب کے برادر نسبتی عبدالعزیز صاحب پٹواری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کے پوتے محترم احمد جان صاحب جو بہت لمبا عرصہ راولپنڈی کے امیر رہے ان کے بیٹے محمود جان صاحب سے ہوئی۔ اس طرح ڈاکٹر عبداللہ احمدی صاحب جو قادیان سے دور دراز ملک کینیا میں رہے کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی اولاد سے دین گاہ (ڈنگہ) کے قدیم ترین صحابہ کے ساتھ قائم ہوا اور ان کی نسلیں آج دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔حضرت منشی امام دین یعنی میرے نانا کے سسر کی وفات 28 جولائی 1932ء کو قادیان میں ہوئی آپ کا جنازہ سید سرور شاہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ماموں) نے پڑھایا۔ تدفین ہونے والی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی بھائی عبدالرحمان صاحب نے تجویز کیا کہ منشی صاحب

پرانے صحابی ہیں اس لیے قطعہ خاص میں دفن کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو اس وقت دھرم سالا میں تھے وہاں پر ہی تار بھجوایا اور حضور نے قطعہ خاص میں تدفین کی منظوری دی۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے جنازہ کو کندھا اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔منشی امام دین صاحب کی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ کے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری کی بیٹی سکینہ بیگم کی وفات بھی 1948ء میں ہوئی۔ دونوں کی اولین قبریں بہشتی مقبرہ ربوہ میں ساتھ ساتھ ہیں اور انہی کے ساتھ قطعہ خاص کی دیوار تعمیر کی گئی۔منشی عبدالعزیز صاحب کے ایک بیٹے مولوی رحمت علی مبلغ انڈونیشیا تھے۔ پس یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جید صحابہ سے تعلق رکھتی ہوں اور میں اس سے بڑھ کر اور بھی خوش قسمت ہوں کہ میری پہچان میرے عظیم والد چوہدری رحمت علی مسلم کی وجہ سے جو اردو فارسی کے پروفیسر اور جماعت میں بہت بڑے عالم کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ ان کا ذکر بعد میرے نانا کے داماد کے طور پر کیا جائے گا۔

میرے نانا ڈاکٹر بھائی محمود احمدؓ کا خاندان

میرے نانا نے بہت چھوٹی عمر میں یعنی عین جوانی میں ہی نور ہسپتال قادیان میں نوکری شروع کر دی اور ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی زیر نگرانی بہت تجربہ حاصل کیا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زیر اثر دیسی دواؤں اور حکمت کا بھی علم تھا اور آپ طب کے دونوں میدانوں میں ایک کامیاب معالج مانے جاتے تھے۔ آپ نے کافی عرصہ نور ہسپتال میں کام کرنے کے بعد قادیان کے مین بازار کے چوک میں اپنا شفا خانہ کھول لیا۔ آپ قادیان اور اردگرد کے تمام علاقوں میں ایک انتہائی نیک متقی اور کامیاب معالج کے طور پر پہچانے جاتے تھے اور خلق خدا کو آپ کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا کیونکہ آپ ضرورت مندوں کی مدد کرتے اور غریبوں کا علاج مفت کرتے تھے۔ آپ کی سنجیدگی اور کردار کی بلندی کے سبھی مدح تھے۔ آپ ہمیشہ زیر لب ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور نسخہ لکھتے وقت، دوا دیتے ہوئے اور مرہم پٹی کرتے وقت ''اللہ شافی'' کا ورد کرتے۔ میں نے ساری زندگی اپنے نانا کو دیکھا کہ کبھی بھی دنیا کی کوئی بات نہ کی ہمیشہ ''دست درکار دل بایار'' کی سچی تصویر تھے۔ اکثر اوقات فارغ وقت میں رقت آمیز آواز سے یہ شعر گنگناتے۔

شاہ ہو کر آپ کیا لیں گے غریبوں سے حساب
میں ہوں خالی ہاتھ مجھ کو یوں ہی جانے دیجئے

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور مسیح مہدی علیہ السلام کے خاندان سے دلی لگاؤ تھا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خاص دعاؤں سے بڑا حصہ پایا اور دار الرحمت قادیان میں وسیع مکان کی تعمیر کی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مکان کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے ایک دن علی الصبح پیدل تشریف لائے۔ دو اینٹیں بنیاد میں نصب کیں اور انہیں گارڈال کر فکس کیا۔ پھر فرمایا پلاٹ کافی بڑا ہے۔ پھل دار پودے ضرور لگائیں۔ چنانچہ میرے نانا نے بہت پھلوں کے درخت لگائے اور دو بھینسیں اور بکری بھی پال لیں تا کہ گھر میں ہی اچھی کھاد کا انتظام ہو جائے۔ میری والدہ کو خاص طور پر سبزیاں اور پھول پھل والے پودوں کو شوق ہوا اور بہت اچھا باغیچہ ہرا بھرا گھر کی تعمیر کے ساتھ ہی قائم ہو گیا۔ ایک دن صبح سویرے میرے نانا مطب جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے چار بیٹوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں تا کہ تعمیر شدہ گھر کو دیکھیں۔حضور نے سارا گھر دیکھا اور چھت پر بھی گئے۔ اس کے بعد باغیچہ اور پھل دار درختوں کو دیکھ کر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور دریافت کیا کہ اتنے ہرے بھرے کیسے ہیں؟ میرے نانا نے بتایا کہ کھاد گھر میں بنتی ہے۔ پھر حضور نے فرمایا ''اپنی فیکٹری کی کھاد ہمیں ضرور بھجوائیں کیونکہ ہمارے دار الانوار والے گھر کے پودوں کو پھل پھول نہیں لگتے'' میرے نانا نے اسی دن کھاد بھجوائی۔حضور کافی دیر گھر میں تشریف فرما رہے کھانا بھی کھایا۔ خاص طور پر آم کے اچار کی فرمائش کی نیز فرمایا کھانا بہت لذیذ ہے۔ میری والدہ صالحہ خاتون ہمیشہ بہت محبت اور چاہت سے خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور آپ کے خاندان کے ساتھ تعلق کے واقعات بیان کرتی تھیں۔ میرے نانا کی ساری اولاد نے مسیح مہدی علیہ السلام اور آپ کے خاندان سے عقیدت احترام کا تعلق رکھا۔ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ اور آپ کی بہنوں کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت تھی۔ میرے نانا کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور آٹھ بیٹیوں سے نوازا جن کی بہترین تربیت کی اور خاص طور پر دینی تعلیم اور قرآن کا علم میری والدہ اور ان کی بڑی بہن آمنہ نے حاصل کیا۔ میرے نانا کو قرآن سے غیر معمولی عشق تھا خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت کرتے۔ اپنے بڑے بیٹے کو چھوٹی عمر میں ہی حافظ قرآن بنانے کی سعادت پائی۔ حافظ مسعود احمد صاحب نے بعد میں ڈاکٹری کی ڈگری بھی حاصل کی لیکن جماعت میں شروع سے ان کی وجہ شہرت حسن قرآت اور انتہائی خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت تھی۔ آپ نے جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ میں ہمیشہ اتنی خوبصورت آواز میں تلاوت کی کہ سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ کی تلاوت کا انداز اور آواز کا سریلا پن بالکل نرالا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کا ذاتی محبت اور عقیدت کا دوستانہ تعلق تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطوط اور تحریر اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو میرے چھوٹے ماموں ودود احمد کے پاس محفوظ ہیں۔ میرے نانا نے اپنے بڑے بھائی حافظ احمد دین صاحب کے بیٹے غلام محمد کے قادیان آنے کے بعد کفالت کی اور ان کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی میاں خیر الدین سیکھوانی (313 صحابہ میں نمبر 31 مع اہل بیت) کی بیٹی آمنہ سے ہوئی۔ محترم غلام محمد صاحب پاکستان بننے کے بعد ہجرت کر کے سرگودھا میں آباد ہوئے۔ میرے نانا کی سب سے بڑی بیٹی آمنہ کا نکاح نذیر احمد مبشر صاحب (جن کا تعلق سیالکوٹ سے تھا) سے ہوا۔ جنہوں نے دینی تعلیم مکمل کی اور انہیں مبلغ کے طور گھانا جانا پڑا اور میری خالہ آمنہ کی رخصتی نہ ہوسکی کیونکہ میرے خالو اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے کر جا سکتے تھے اور آپ نے نہایت نامساعد حالات میں گھانا میں تبلیغ کی شاندار خدمات انجام دیں اور کئی سال بعد پاکستان بننے کے بعد میری خالہ گھانا جا سکیں۔ اسی طرح میری والدہ صالحہ خاتون کے نکاح کا واقعہ ہے۔ میرے والد رحمت علی مسلم جالندھر مشرقی پنجاب کے ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے اسکول کے احمدی ہیڈ ماسٹر سے متاثر تھے اور احمدیت کے بارے معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے میرے والد صاحب کو میٹرک کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کو دیں جس کے بعد میرے والد صاحب نے بیعت کی خواہش کی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے دعا کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ رمضان میں میرے والد صاحب نے بہت دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آخری عشرہ میں خواب میں دکھایا کہ بلاؤں سے بچنے کے لیے جس منارہ میں پناہ ممکن ہے وہ قصر احمدیت کا ہے۔ میرے والد نے قادیان میں آ کر بیعت کر لی جب ان کی عمر 18 سال تھی۔ گھر سے شدید مخالفت کا سامنا ہوا اور واپس قادیان چلے آئے یہ 1935ء کی بات ہے۔ یہاں نہ رہنے کو گھر نہ کھانے کو پیسے لیکن اللہ کی قدرت سے حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کو علم ہوا اور آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا جنہوں نے ازراہ شفقت سندھ میں صدر انجمن کی زمینوں کے لیے نوکری دی۔ اسی اثناء میں حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ نے ان کے لیے میرے نانا سے اپنی کسی بیٹی کے لیے رشتے کا کہا اور یوں میری والدہ سے ان کا نکاح ہوا۔ اسی دوران دوسری عالمی جنگ شروع ہو چکی تھی اور میرے والد جو تعلیم یافتہ ہونے کے باعث برطانوی فوج میں ایجوکیشن کور میں بھرتی کر لیا گیا اور میری والدہ کی رخصتی التواء میں پڑ گئی کیونکہ میرے والد کو برطانوی فوج کے ساتھ جزائر الہند جانا پڑا جہاں جلد ہی تمام فوج جاپانیوں کی قید میں جزائر میں محصور کر دی گئی۔ پاکستان بننے کے بعد میرے والد صاحب رخصتی کے بعد میری والدہ کو لے کر راولپنڈی آئے۔ جب کہ میرے نانا کا خاندان ہجرت کر کے سرگودھا آیا۔ جہاں میرے نانا کو ان کے شفاخانے کے بدلے میں ایک بہت بڑا گھر حکومت نے دیا جس میں ڈاکٹر کا کلینک بھی تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے نانا اور ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب مخلوق خدا کی خدمت میں پھر سے مصروف ہو گئے۔ آپ دونوں کے اخلاق و کردار اور خداداد شفا کی صلاحیت تھی کہ لوگ دور دراز سے علاج کی غرض سے آپ کے پاس آتے۔ میرے نانا خاص طور پر بہت دعا گو، عبادت گزار نیک بزرگ کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ 1948ء میں قادیان سے ہجرت کر کے حاجی جنود اللہ صاحب ترکی بھی سرگودھا آ گئے۔ میرے نانا نے ازراہ شفقت حاجی جنود اللہ صاحب کو اپنے گھر کا حصہ جو آپ کے کلینک کے ساتھ متصل تھا رہنے کو دیا تا کہ جنود اللہ صاحب اپنا ڈینٹل کلینک وہاں کھول لیں۔ جنود اللہ صاحب احمدیت کے لیے ایک نشان تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1982ء میں فرمایا تھا۔

''جنود اللہ صاحب کا خاندان احمدیت کے نشانات میں سے ایک نشان ہے۔ بلکہ ایک ایسا نشان جس کا براہ راست تعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی اور ایک نصیحت سے ہے۔ آپ نے فرمایا ''جب تم امام مہدی کے ظاہر ہونے کی خبر سنو تو اگر برف کے تودوں پر سے گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے تو اس تک پہنچو اور میرا سلام کہو

اور دوسری حدیث میں آتا ہے اس کی بیعت کرو۔ حاجی جنود اللہ صاحب مرحوم اور ان کے بڑے بھائی اُلِ احمد صاحب اور ان کی والدہ روس ترکستان میں احمدی ہوئے جب انہیں خبر پہنچی کہ امام مہدی ظاہر ہو گئے ہیں اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے واقعتاً ہجرت کر کے برف کے تودوں سے گزر کر آئے اور نہایت شدید مشکلات اور صعوبتیں برداشت کیں۔ کئی ماہ سفر کر کے دیار مہدی تک 24 نومبر 1938ء کو پہنچے۔ ترکستان میں ان کے حالات بہت اچھے تھے اور بہت معزز خاندان تھا لیکن مسیح مہدی کی بیعت کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔‘‘

میرے نانا کا خاندان قادیان میں حاجی جنود اللہ صاحب کی فیملی سے واقفیت رکھتا تھا اور جانتے تھے کہ کس طرح احمدیت کے ایک مخلص فدائی عدالت خان صاحب کی قربانیوں اور دعا کے نتیجے میں محمد رفیق صاحب کاشغر پہنچے تھے اور ان کے ذریعے حاجی صاحب اور ان کی خاندان احمدی ہوئے۔ میرے نانا نے بعد میں حاجی صاحب کی فیملی کو اسی ڈینٹل کلینک پر گھر بنانے کی اجازت دی جو میرے نانا کے گھر کا ایک کونہ تھا۔ 1974ء میں احمدیت کے دشمنوں نے میرے نانا کی اس عمارت، گھر اور کلینک کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ میرے عظیم ماموں ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب نے اسی ملبہ پر لکڑی کا بنچر رکھ کر پھر سے انہی لوگوں کی خدمت شروع کر دی۔ حاجی صاحب کی اولاد نے بھی وہیں گھر تعمیر کر لیا۔ میرے ماموں کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضلوں سے نوازا اور اسی ملبے کو صاف کر کے بہت بڑی عمارت بنانے کی توفیق دی۔ حاجی جنود اللہ صاحب کے چھوٹے بیٹے سے میرے نانا کی پوتی کی شادی ہوئی اور حاجی صاحب کے نواسے سے میرے ماموں کی پوتی کی شادی ہوئی۔ اس طرح اس ’’آیت اللہ‘‘ خاندان سے تعلق مزید مضبوط ہوا۔

میرے نانا کو جاننے والے سبھی افراد جو قادیان سے تعلق رکھتے تھے وہ آپ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے تھے وہ آپ سے بہت محبت کرتے اور عقیدت رکھتے تھے اور آپ کی بے لوث خدمات کی ہمیشہ تعریف کرتے تھے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے اس لیے آپ کا گھر ہمیشہ مہمانوں سے بھرا رہتا تھا۔ آپ نے بہت لوگوں کی کفالت کی اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ کئی یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کی۔ قادیان کے اردگرد بے شمار ہندو اور سکھ آپ کے معتقد تھے۔ اسی طرح سرگودھا اور اردگرد کے علاقوں کے لوگ آپ سے ہی دوا لیتے اور آپ کو مسیحا مانتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ سے ملنے کی خواہش لیے بے شمار لوگ آتے رہے۔ میرے نانا کی وفات 29 جون 1970ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ صحابہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کی یاد میں الفضل اخبار میں بہت سے مضامین شائع ہوئے جن میں آپ کو بہترین الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا اور آپ کے بیٹوں کا ذکر کرنے کے علاوہ آپ کے دو دامادوں کو بھی یاد رکھا۔ محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب مربی انچارج و امیر جماعت گھانا جو بعد میں ناظم دار القضاء اور وکیل اعلیٰ تحریک جدید رہے اور دوسرے میرے والد محترم رحمت علی مسلم صاحب لیکچرار گورنمنٹ کالج سرگودھا جنہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی اور تعلیم الاسلام کالج اور پھر باقی ساری عمر جامعہ احمدیہ ربوہ میں خدمات سرانجام دیں اور اللہ کے فضل سے بہت عزت و احترام کا مرتبہ حاصل کیا۔ میرے والد صاحب اردو اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے تاریخی اور دینی علوم پر عبور حاصل تھا۔ مولانا روم، سعدی، شیرازی، عمر خیام، غالب، اقبال کے علاوہ تمام قدیم شعرا کے کلام کا بہت گہرا مطالعہ تھا اور کمال کا حافظہ پایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور فارسی شاعری کا بہت علم رکھتے تھے اور مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی عزت کے لیے کیا عجب غیرت رکھتے تھے۔ اس کی بڑی کم مثال ملتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک گواہ کے طور پر ہوں گے یعنی ’’حجۃ اللہ‘‘ کہ انہوں نے احمدیت قبول کر کے سچ کا ساتھ دیا۔ اپنا گھر، اپنی زمین، جائیداد اور خاندان سب کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا۔ کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا نہ کبھی پچھتاوا ہوا۔ کبھی شکوہ نہ کیا ہمیشہ کہا اللہ تیرا شکر ہے۔ میرے والد نے ساری زندگی انتہائی سادگی سے فقیرانہ اور درویشانہ گزاری۔ جامعہ احمدیہ ربوہ کے بے شمار فارغ التحصیل طلباء اس بات کے گواہ ہیں کہ مسلم صاحب نہایت سادہ اور سیدھے انسان تھے۔ تنخواہ کے بغیر اپنی قلیل پنشن میں گزارا کیا اور اپنے خداداد علم سے بہتوں کو فائدہ دیا۔ میں نے اپنے والد کو ساری زندگی کپڑوں کے دو جوڑے اور دو جوتوں میں دیکھا۔ ایک گھر کے لیے ایک باہر کے لیے اور ایک اچکن اور ایک ٹوپی۔ ان کے پاس شاید ہی کوئی صندوق تھا۔ مزدور کی طرح کام کیا اور گھر والوں کی اور جماعت کی خدمت کی اونچی آواز سے تلاوت کرتے کہ ہمسائے بھی قرآن سن کر محظوظ ہوتے تھے۔ وفات کے بعد بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

’’خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را‘‘

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہوں اور اس باپ کی بیٹی ہوں جن سے میں نے علم سیکھا اور لکھنے اور تقریر کرنے کا ملکہ پایا۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق اور خلفائے مسیح مہدی سے عقیدت و محبت اور اطاعت کا جذبہ اور غیرت دینی اپنے والدین سے ورثہ میں پائی۔ جس طرح میرے والدین نے ساری زندگی اسلام احمدیت کے لیے وقف رکھی۔ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میں نے بھی ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام احمدیت کے لیے زندگی وقف کرنے کی توفیق پائی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک قابل توجہ امر

1۔ قرآنی آیت میں ’’الخ‘‘ اور محمدؐ کے ساتھ ’’صلعم‘‘ نہ لکھا کریں۔ پرانے طریق کے مطابق بعض کمپوزر حضرات آیت قرآنیہ کا کچھ حصہ لکھ کر طوالت سے بچنے کے لئے ’’الخ‘‘ لکھ دیتے ہیں جبکہ مکمل آیت لکھنا اور پڑھنا باعثِ برکت ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور پھر فرمایا الٓمّٓ میں تینوں الگ الگ حروف ہیں۔

لہذا ادارہ الفضل آن لائن خوشی محسوس کرے گا کہ قرآن کریم کی آیات مکمل دی جائیں تا قاری درج بالا حدیث کے مطابق زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرے۔

2۔ بعض دوست اپنے مضمون یا میسج میں محمدؐ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے ’’صلعم‘‘ لکھ دیتے ہیں۔ یہ عمل اپنے اس ثواب کو کم کرنے کے مترادف ہے جس کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا جس نے میرا نام آنے پر درود پڑھا اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی گئیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔

اس حوالہ سے بھی ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لئے حصول ثواب کا ذریعہ بنتے ہوئے مکمل صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے کو ترجیح دے گا۔

(ایڈیٹر الفضل آن لائن)

بقیہ: آؤ! اُردو سیکھیں...... از صفحہ 12

دیوثی: یعنی کوئی مذہب ایسی تعلیم دیتا ہو جس سے انسانی رشتوں کی عزت و احترام قائم نہ رہے اور انسان کی غیرت کو نقصان پہنچانی والی ہو۔ جس کے باعث اس میں حیا اور غیرت نہ رہے۔

مستلزم: لازمی کر دینا، کسی چیز کا باعث ہوجانا۔ جیسے Cause and Effect کا معاملہ ہے۔ ضروری گردانا گیا، لازم پکڑا ہوا، لازمی، ضروری۔ یعنی کسی مذہب کی تعلیم ایسی ہو جس پر عمل کا نتیجہ یہ ہو کہ انسان کی حیا اور غیرت کو نقصان پہنچے۔

عام قانون قدرت: General law of nature

غیر ممکن: یعنی جو ہو ہی نہ سکتا ہو۔ کیا ہی نہ جا سکتا ہو۔

منتج خطرات: یعنی ایک ایسا کام جس کے نتیجے میں خطرات پیدا ہوں۔

منتج: نتیجے سے نکلا ہے۔ نتیجہ دینے والا، نتیجہ خیز، ثمرہ دینے والا۔ یعنی کسی مذہب کی ایسی تعلیم جس پر عمل کرنے سے انسان بعض دوسرے خطرات میں مبتلا ہو جائے۔ جیسے عیسائیت میں جو کفارہ کا تصور ہے اس پر یقین کرنے سے انسان گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔

مفاسد: مفسدہ کی جمع، خرابیاں، برائیاں، فتنے، جھگڑے، فسادات۔

ترک کرنا: چھوڑ دینا۔ کسی چیز یا اصول وغیرہ پر عمل چھوڑ دینا۔ جیسے: یہ ایک متروک راستہ ہے۔ یعنی اس راستے پر کوئی نہیں جاتا۔ اردو زبان میں ’’اپنے تئیں‘‘ کا استعمال ترک کر دیا گیا ہے جدید اردو میں ’’اپنے آپ کو‘‘ یا ’’خود کو‘‘ کہا جاتا ہے۔

محکم: مضبوط

غفلت: لاپرواہی، توجہ نہ دینا، بھلا دینا۔

حضور: حاضر دماغ ہونا، یاد رکھنا۔ یہاں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لفظ غفلت کی ضد کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔ موجودگی، حاضر ہونے کا عمل، حاضری (خارج میں ہو یا ذہن میں)، کسی کام میں پوری توجہ، یکسوئی۔

امۃ الجمیل غزالہ ۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم جرمنی

خطبات امام، ہماری روحانی ترقی کا ذریعہ

تقریر جلسہ گاہ مستورات جرمنی 2022ء

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیس مقامات میں اپنی صفت رب العالمین کا ذکر فرماتا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر عالم کا رب ہے وہ عالم جسمانی ہو یا روحانی۔ اس کی ربوبیت ہر لحاظ سے کامل ترین ہے اور پھر ہر عالم کو مختلف درجات میں کامل کیا جس کی طرف وہ اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے

الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ ہَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ۝ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ ہُوَ حَسِیۡرٌ

(الملک: 2-5)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا۔تُو رحمان کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ پس نظر دوڑا۔کیا تو کوئی رخنہ دیکھ سکتا ہے؟ نظر پھر دوسری مرتبہ دوڑا، تیری طرف نظر نا کام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہوگی۔

خدا تعالیٰ کے اس کامل نظام میں انسان جب اپنی کمزوری، سُستی اور لاپرواہی سے اس نظام کی افادیت سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو جاتا ہے اور ہلاکت جسمانی و روحانی ہی اسے اپنے چاروں طرف دکھائی دینے لگتی ہے تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کا پھر ایک بار جلوہ دکھاتا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’قانون قدیم حضرت رب العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت الٰہی اس کے دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے جب اِمساک باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجے میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریاد رس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں۔تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہوگیا ہے اس کی اصلاح کرے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1حاشیہ صفحہ 113-114)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مومنوں پر ایک عظیم الشان احسان کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ

(آل عمران :165)

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے اسی قدیم قانون کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوتی ہے جبکہ دنیا میں ظلمت اور تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور ’’ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ‘‘ کی کیفیت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں کو اپنے نور کے ذریعہ زائل کرتا ہے اور ایمان لانے والی اور عمل صالح کرنے والی جماعتیں کھڑی کر دیتا ہے۔ نور نبوت کے فیضان کو امت میں لمبے عرصہ تک ممتد کرنے کے لئے ان ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپؑ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔جس کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6صفحہ 353)

حضرت مصلح موعودؓ روحانی ترقی کے حصول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے۔۔۔تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ ان دلوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔۔۔تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تم میں ایک تغیر عظیم واقع ہو جائے گا، تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی، تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے گا ملائکہ تمہاری تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے۔ پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا ہے اور انسان کو انوار الہیہ کا مَہبط بنا دیتا ہے۔‘‘

(خلافت علی منہاج النبوۃ جلد 3صفحہ 392)

جس طرح انسان کی جسمانی زندگی کا سارا دارومدار ظاہری پانی پر ہے اسی طرح اس کی روحانی زندگی اور بقاء کا سارا دار و مدار آسمانی پانی پر ہے۔ اس زمانہ میں ربّ العالمین خدا نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیض کو جاری رکھتے ہوئے، اس رحمۃ اللعالمین کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اب تا قیامت اس روحانی پانی کے سامان کئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

پھر ایک مقام پر آپؑ اس پانی کی روحانی اور ترقی عطا کرنے کی تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا وہ ہرگز نہیں مرے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

اسی روحانی جام کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ایک اور مقام پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا۔مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔اس زمانہ کا حِصنِ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی نیابت میں اب وہ حِصن حصین خلافت حقہ کا نظام ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ہمیں عطا فرمایا ہے۔ جو بھی اس خلافت سے چمٹ جائے گا اور اپنی نسلوں کو چمٹا دے گا وہی خوش نصیب ہے جو اپنی اور اپنی اولاد کی روحانی ترقی کے سامان کرنے والا ہے۔

خلافت سے وابستگی ہے کیا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 24 سٹیم پریس قادیان طبع سوم 1935ء)

اپنی اور اپنی اولاد کی روحانی ترقی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق جب تک خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ مبارک وجود سے ایک ذاتی واسطہ اور رابطہ نہ ہو یہ مقصد پانا محال ہے۔اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اکناف عالم میں بسنے والے احمدیوں کے لئے ایم ٹی اے کی شکل میں یہ کھڑکی اب ہر گھر میں کھل چکی ہے۔ ہمارے پیارے امام 24 گھنٹوں میں کئی بار اس کے ذریعہ اپنے دیدار سے نوازتے ہوئے سلامتی کے پیغام اور زندگی کی حلاوت عطا کرنے والے مبارک کلمات سے پیاسی روحوں کی پیاس بجھانے کے تازہ بہ تازہ سامان مہیا فرماتے ہیں۔ اور یہ زندگی بخش جام پورا فائدہ اسی کو ہی دیتا ہے جو خود براہ راست اس کو ساقی سے لے کر نوش کرتا ہے۔ اسی لئے خلفاء احمدیت نے اس پر بار بار زور دیا کہ خلیفۂ وقت کی آواز کو براہ راست سنیں۔ روحانی ترقی کے لئے خلافت کی آواز کو ہر ایک کا براہ راست سننا کیوں ضروری ہے وہ درج ذیل ارشادات سے واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’میرا تجربہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بات کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہ راست خلیفۂ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایت کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے فلاں خطبہ میں خلیفہ نے یہ بات کی تھی اور خطبہ میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 8جنوری 1993ء خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 20)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افراد جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔۔۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18 اکتوبر 2013ء بحوالہ روزنامہ الفضل 3 دسمبر 2013ء صفحہ 5)

قرآن کریم اور ارشادات رسول ﷺ کی روشنی میں یہ بات تو ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس دجّالی قوتوں کے غلبہ کے زمانہ میں انسان خدائی عطا کردہ نظام کے ساتھ جب تک چمٹ کر نہ رہے بچ نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ اس کے عطا کردہ اس نظام کے سربراہ ہمیں ہر قدم پر راہنمائی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ کس طرح اور کس حد تک چمٹنا ہے چنانچہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بڑے ہی دلکش انداز میں ایک واقعہ کے ذریعہ ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بادشاہ محمود غزنوی کا ایک خاص جرنیل تھا۔ بڑا قریبی آدمی تھا اس کا نام ایاز تھا۔ انتہائی وفادار تھا اور اپنی اوقات بھی یاد رکھنے والا تھا۔ اس کو پتہ تھا کہ میں کہاں سے اٹھ کر کہاں پہنچا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھنے والا تھا اور بادشاہ کے احسانوں کو بھی یاد رکھنے والا تھا۔ ایک دفعہ ایک معرکے سے واپسی پر جب بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ جا رہا تھا تو اس نے ایک جگہ پڑاؤ کے بعد دیکھا کہ ایاز اپنے دستے کے ساتھ غائب ہے۔ تو اس نے باقی جرنیلوں سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے تو ارد گرد کے جو دوسرے لوگ خوشامد پسند تھے اور ہر وقت اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرایا جائے اور ایاز کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ بادشاہ کو اس سے بدظن کریں۔ اپنی بدظنی کے گناہ میں بادشاہ کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے فوراً ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں جس سے بادشاہ کے دل میں بدظنی پیدا ہو۔ بادشاہ کو بہرحال اپنے وفادار خادم کا پتہ تھا۔ بدظن نہیں ہوا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تھوڑی دیر دیکھتے ہیں۔ آجائے گا تو پھر پوچھ لیں گے کہ کہاں گیا تھا۔ اتنے میں دیکھا تو وہ کمانڈر اپنے دستے کے ساتھ واپس آرہا ہے اور اس کے ساتھ ایک قیدی بھی ہے۔ تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ اس نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی نظر بار بار سامنے والے پہاڑ کی طرف اُٹھ رہی تھی تو مجھے خیال آیا ضرور کوئی بات ہوگی مجھے چیک کر لینا چاہئے، جائزہ لینا چاہئے، تو جب میں گیا تو میں نے دیکھا کہ یہ شخص جس کو میں قیدی بنا کر لایا ہوں ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھی تا کہ جب بادشاہ وہاں سے گزرے تو وہ تیر کا وار آپ پر چلائے۔ تو جو سب باقی سردار وہاں بیٹھے تھے جو بدظنیاں کر رہے تھے اور بادشاہ کے دل میں بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہ سب اس بات پر شرمندہ ہوئے۔

تو اس واقعہ سے ایک سبق بدظنی کے علاوہ بھی ملتا ہے کہ ایاز ہر وقت بادشاہ پر نظر رکھتا تھا۔ ہر اشارے کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ پس یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر حکم کو ماننے کے لئے بلکہ ہر اشارے کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مئی 2006ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کے الفاظ ’’جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔‘‘ پر عمل تبھی ہو سکتا ہے جب ہر کوئی پیارے آقا کے خطبات کو براہ راست سنے اور ان پر فوری عمل کرے جس کا لازمی نتیجہ روحانی ترقی کی صورت میں سامنے آئے گا۔

مؤثر ترین نصیحت

قرآن کریم اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکامات کی بابت نصیحت کرتا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

(الانفال:25)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے۔

خلیفۂ وقت اپنے خطبات جمعہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچاتے ہیں۔ ان کی نصیحت کسی بھی دوسرے واعظ سے ہزار ہا گنا زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ خطبہ جمعہ دنیا کے ہر احمدی کے لیے راہ نمائی کا موجب ہو کر اس کی زندگی میں ایک انقلاب لاتا ہے۔ یہی وہ صداقت ہے جس کا تذکرہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان الفاظ میں فرمایا:

’’ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو... مختلف ممالک سے احمدیوں کے، جو وہاں کے مقامی احمدی ہیں، خطوط بڑی کثرت سے آنے لگ گئے ہیں کہ خطبات نے ہم پر مثبت اثر کرنا شروع کر دیا ہے اور بعض اوقات تربیتی خطبات پر یوں لگتا ہے کہ جیسے خاص طور پر ہمارے حالات دیکھ کر ہمارے لئے دیئے جا رہے ہیں۔ بلکہ شادی بیاہ کی رسوم پر جب میں نے خطبہ دیا تھا تو اس وقت بھی خط آئے کہ ان رسوم نے ہمیں بھی جکڑا ہوا ہے اور خطبہ نے ہمارے لئے بہت سا تربیتی سامان مہیا فرمایا ہے۔ تو جو احمدی اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ ہم نے خلیفہ وقت کی آواز کو سننا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے وہ نہ صرف شوق سے خطبات سنتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ہی ان کا مخاطب سمجھتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اپریل 2010ء)

خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ دنیا بھر میں بسنے والے مخاطبین کو امت واحدہ بنانے کا سامان کرتا اور احباب کو روحانی وجود بننے میں مدد کرتا ہے۔ اس حقیقت کو منکشف کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں....اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو گی....وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مئی 1991ء)

بڑے تو بڑے خلیفہ وقت کے مقدس الفاظ کو خود سننا کس طرح بچوں کے رُخ روحانی ترقیات کی طرف پھیر دیتا ہے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر احمدی نونہالوں کی سعید فطرت کا ذکر کرتے ہوئے احمدی والدین کو اس فطرت کی حفاظت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’ایم ٹی اے پر سننے والوں کی میں نے بات کی ہے تو اُن کی طرف سے بھی مجھے اظہار جذبات کے خطوط مل رہے ہیں بلکہ بعض بچوں کے والدین کے تاثرات بھی مل رہے ہیں کہ ہمارے بچوں نے، اطفال نے آپ کا خطاب سنا تو ان دس گیارہ سال کے بچوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے۔ بلکہ ایک بچے کی ماں نے مجھے بتایا کہ میرا بچہ جب خطاب سن رہا تھا تو اس نے منہ کے آگے Cushion رکھ لیا کہ میں بعض وہ باتیں کرتا ہوں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ میرے متعلق کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ ٹی وی پر مجھے دیکھ دیکھ کر یہ باتیں کر رہے ہیں، خطاب کر رہے ہیں تو میں نے منہ چھپا لیا کہ نظر نہ آؤں۔

پس یہ سعید فطرت ہے، یہ وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے بچوں میں بھی پیدا کی ہوئی ہے کہ نصیحتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ شرمندہ ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ بعضوں نے اپنے موبائل فون بند کر دیئے ہیں۔ سکول میں بیٹھ کر بجائے پڑھائی پر توجہ دینے کے بعض بچے اس سوچ میں رہتے تھے کہ ابھی بریک ہوئی یا ابھی چھٹی ہوگی تو پھر اپنے موبائل پر کوئی گیم کھیلیں گے یا اور اس قسم کی فضولیات میں پڑ جائیں گے جو فونوں پر آجکل مہیا ہوتی ہیں۔ اب میری باتیں سنی ہیں تو انہوں نے کہا یہ سب فضولیات ہیں، ہم اب اس کو استعمال نہیں کریں گے، ان کھیلوں کو نہیں کھیلیں گے۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں جو صحت نہیں بناتیں، جو دماغی ورزش بھی نہیں ہے بلکہ ایک نشہ چڑھا کر مستقل انہی چیزوں میں مصروف رکھتی ہیں، ایک پاگل پن (یا انگلش میں جسے craze کہتے ہیں) وہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے۔ جو ہوشمند اور بڑے ہیں ان کو تو خود اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور مستقل مزاجی سے ان جائزوں کی ضرورت ہے۔ ان جائزوں کو لیتے چلے جانا ہے اور اسی طرح والدین کو مستقل اپنے بچوں کو یاد دہانی کروانے کی ضرورت ہے کہ جب ایک اچھی بات عادت تم نے اپنے اندر پیدا کر لی ہے تو پھر اسے مستقل اپنی زندگی کا حصہ بناؤ۔ ماحول سے متاثر نہ ہو جاؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2011ء بحوالہ روزنامہ الفضل 15 نومبر 2011ء صفحہ 2-3)

تزکیہ نفس کے لیے

انفاق فی سبیل اللہ بھی ایک بڑا ذریعہ ہوتا ہے

خطبات جمعہ کے ذریعہ خلیفہ وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال

خرچ کرنے کی تحریک فرماتے ہیں۔ اس ذریعہ سے احباب اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آسٹریلیا میں ایک خاتون نے جب وقف جدید کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ سنا تو وہ بہت متاثر ہوئیں۔ اور دو ہزار ڈالر ان کے پاس تھے، وہ فوری طور پر انہوں نے ادا کر دیئے۔

(خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 25)

ماریشیس کے ایک احمدی وقف جدید کے بارے میں حضور کا خطبہ سننے پر سوچ میں پڑ گئے کہ میں نے تو کبھی یہ چندہ نہیں دیا۔ خطبہ کے دوران ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر مجھے یہ کام مل گیا تو پچیس ہزار ماریشین روپے وقف جدید میں ادا کروں گا۔ چند دن بعد ہی انہیں پانچ لاکھ روپے کا ایک کنٹریکٹ مل گیا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے بدلہ میں بیس گنا زائد عطا فرمایا ہے اور اس کے ملتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا چندہ ادا کر دیا۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 2016ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 29 جنوری 2016ء صفحہ 7)

خلیفہ وقت کے زندگی بخش کلمات اپنے تو اپنے غیروں پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

''پھر اب اسی دورے میں آخن (Aachen) کی اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر اور ہناؤ (Hanau) کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر مقامی لوگوں نے جو مختلف طبقات کے تھے، سیاستدان بھی تھے، کاروباری بھی تھے، ٹیچر بھی تھے اور دوسرے پڑھے ہوئے لوگ بھی تھے۔ مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں۔ ان میں سے بہت سوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ایک نے کہا کہ میری بہت سے احمدیوں سے واقفیت ہے اور احمدیت کے بارے میں میں سمجھتی تھی کہ بہت سمجھتی ہوں اور مجھے اس واقفیت کی وجہ سے بہت کچھ پتا ہے لیکن کہنے والے کو انہوں نے کہا کہ جو تمہارے خلیفہ کی باتیں سن کر مجھ پر اثر ہوا ہے وہ پہلے نہیں ہوا۔ مجھے اسلام کے متعلق حقیقت اب صحیح طور پر پتا چلی ہے جو دل میں اتری ہے۔ تو یہ فضل ہیں اللہ تعالیٰ کے جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مَیں تو ایک عاجز انسان ہوں۔ اپنی حالت کا مجھے علم ہے میری کوئی خوبی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تائید کا وعدہ فرمایا ہے، نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ یقیناً سچّے وعدوں والا ہے وہ ہمیشہ خلافت کی تائید و نصرت فرماتا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی فرماتا رہے گا۔''

(خطبہ جمعہ 29 مئی 2015ء)

انسان کی روحانی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سلسلہ انبیاء اور انبیاء کے بعد خلفاء کا مقرر فرمادیا ہے اور پھر اس کو اپنی ذات کے پانے کے لئے ایک وسیلہ قرار دیا ہے۔ کوئی انسان بھی ان مقدس وجودوں سے منہ موڑ کر روحانی ترقی حاصل نہیں کرسکتا اس کو حضرت مسیح موعودؑ ایک اور رنگ میں بیان فرماتے ہیں:

''انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کی دعا پر کاربند رہے اور اسی سے توفیق طلب کرے۔ ایسا کرنے سے انسان خدا کی تجلیات کا مظہر بھی بن سکتا ہے۔ چاند جب آفتاب کے مقابل میں ہوتا ہے تو اسے نور ملتا ہے مگر جوں جوں اس سے کنارہ کشی کرتا ہے توں توں اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ یہی حال ہے انسان کا جب تک اس کے دروازہ پر گرا رہے اور اپنے آپ کو اس کا محتاج خیال کرتا رہے تب تک اللہ تعالیٰ اسے اٹھاتا اور نوازتا ہے ورنہ جب وہ اپنی قوتِ بازو پر بھروسا کرتا ہے تو وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔''

(الحکم جلد 7 نمبر 9 مورخہ 10 مارچ 1903ء صفحہ 13)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آفتاب جو مبداء الانوار ہے کے ذریعہ ہی وہ روشنی حاصل کی جاسکتی ہے جو خدا تک پہنچنے یعنی روحانی ترقی کا زینہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔''

(خطبہ جمعہ 31 جنوری 2014ء)

ایک اور جگہ پر اس طرح نصیحت فرمائی ہے فرمایا:

''سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ ہر جمعہ کو نشر ہونے والا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں۔ اور دیگر ایسے پروگرام بھی دیکھیں جن میں میری شمولیت ہوتی ہے۔ ان پروگراموں کو دیکھنا انشاء اللہ آپ لوگوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا''

(خطاب حضور انور مجلس شوریٰ یو کے 2013ء)

خلافت سے تعلق پیدا کرنے اور روحانی ترقیات کے لئے سب سے پہلا زینہ ہر احمدی کے لئے خلیفہ وقت کی آواز کو براہ راست سننا ہے۔ اس کے لبوں اور زبان سے کب کیا نکلتا ہے۔ اس کی جستجو میں ہمیشہ رہے۔ قرآن کریم میں مومنین کی جماعت کا شعار سمعنا و اطعنا کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل وجان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیا کرے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اوصیکم بتقوی اللّٰہ و السمع والطاعۃ۔

(ترمذی، کتاب الایمان، کتاب الاخذ بالسنۃ)

یعنی میں تمہیں اللہ کا تقوی اختیار کرنے نیز سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حصول تقویٰ کے دو ہی بڑے زینے ہیں کان کھول کر ہدایات کو سننا اور ان پر عمل کرنا۔

اس کے برخلاف خلیفہ وقت کے ارشادات کو نہ سننا اور توجہ نہ دینا اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا کے فضلوں اور روحانی ترقی سے محروم کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپکو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔''

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 191-192)

درحقیقت ایک حقیقی احمدی کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے ہر فرمودہ کو توجہ سے سنے کیونکہ یہ مقدس آواز ایک سچے مومن کی کایا پلٹ دیتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور اس کی برکات مضمر ہوتی ہیں۔ چنانچہ خلیفہ وقت اللہ تعالیٰ کے خاص اذن سے بولتا ہے۔ معارف اس کی مقدس زبان پر جاری کئے جاتے ہیں جن سے کہ یہ دنیا محروم ہوتی ہے اور ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتے۔ وہ عین ضرورت اور منشاء الٰہی کے مطابق مومنوں کو دعوت عمل دیتا ہے اور اس طرح وہ سانچہ ایک خلیفہ ہی بنا سکتا ہے جس میں ہر صلاحیت کے عمل ڈھل سکتے ہیں۔ ہمہ وجوہ روحانی ترقیات کی راہیں خلیفہ وقت کی ہدایات کی بدولت ہی صحیح طور پر طے کی جاسکتی ہیں۔ لہٰذا خلیفہ وقت کے پُرمعارف خطبات، خطابات، کلاسز اور پیغامات کو باقاعدگی اور توجہ سے خود سننا، بچوں کو سنانا، اہل وعیال کو سنانا اور دیگر دوستوں، رشتہ داروں اور حلقہ احباب کو تحریک کرنا ہر ایک احمدی مرد و عورت کا فرض ہے۔ اس طرح کرنے سے ہی معلوم ہوسکتا ہے کہ خلیفہ وقت کیا فرمارہے ہیں، وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں، ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں وغیرہ؟ جو احمدی بھی ان ارشادات اور ہدایات کو اہتمام کے ساتھ نہیں سنتا وہ کامل طور پر اطاعت کی سعادت سے محروم ہے جو دونوں جہان میں ناقابل تلافی خُسران مبین پر منتج ہوتا ہے۔

ایک اور موقع پر آپ نے اس کے بارے میں فرمایا:

''یاد رکھیں اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے واضح ارشادات کی روشنی میں خلافت سے تعلق کے نتیجہ میں ہی ایمانی اور عملی ترقی ہوگی۔ چاہے کوئی کتنا ہی بڑا عالم یا مدبر یا بظاہر کسی روحانی مقام پر پہنچا ہوا ہو، اگر خلیفہ وقت سے تعلق کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہیے تو جماعتی ترقی یا کسی کی روحانی ترقی میں اس کے اس مقام کا رتی برابر اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس بات کو اس کی گہرائی میں جاکر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ممبران شوریٰ (پاکستان) 2014ء کے نام پیغام بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 23 مئی تا 29 مئی 2014ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفہ وقت کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے روحانی ترقیات کے یہ زینے طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: اسیران راہ مولیٰ ...... از صفحہ 11

سمجھ لیں مگر بندے میں یہ طاقت کہاں کہ آغاز سے اُٹھائے اور انجام تک کے سب مراحل طے کر ڈالے''

خاکسار مرزا طاہر احمد

اسیران راہ مولا کی قربانیوں کی قدر میں ساری جماعت دعاؤں میں مصروف رہتی ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعا میں شامل رہتی ہے۔ یہ ہماری جماعت کے ساتھ خاص اللہ پاک کا احسان ہے کہ سب کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔ ایک ساتھ دعا کے ہاتھ اٹھتے ہیں۔ سب ایک دوسرے کی خوشی وغم میں شریک ہوتے ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میرے پاس وہ حوصلہ نہیں اور اظہار کی طاقت نہیں جو اپنے ہی دل کی ترجمانی اور اظہار تشکر کرسکوں۔ اللہ پاک کی اس خاص عنایت پر لاکھوں بار الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

نعت ہے بہت وسعتِ افلاک میں اُڑنا
مولا کے لئے قید میں گو لطف بڑا ہے
رمضان ہو یا عید یا بقر عید کا موسم
لگتا ہے کہ یہ سال گزشتہ سے کڑا ہے
ہم اُن کی رہائی کی دعا مانگ رہے ہیں
ہر لفظ میں اِک آنکھ کا موتی بھی جڑا ہے
سوچی نہیں جا سکتی اسیری کی اذیت
گھر والوں پہ بھی وقت بڑا سخت پڑا ہے
مولا ترے دربار میں کس شے کی کمی ہے
اک شخص لئے دیر سے کشکول کھڑا ہے۔

اسیران راہ مولیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا درد

مکرمہ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ سے تحریر کرتی ہیں۔

الفضل آن لائن 23اگست 2022ءمیں مکرم محمد عمر تماپوری۔ انڈیا کا مضمون ’’خطوط طاہرؒ اور اسیران راہ مولا‘‘ پڑھ کر بہت کچھ یاد آیا۔ پہلے تو موصوف کا شکریہ ادا کرتی ہوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دل گداز خطوط کا انمول خزانہ کھول کر رکھ دیا فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اسیرانِ راہِ مولا کی بے گناہی اور قید و بند کی مصیبتوں پر ہر احمدی کا دل دکھتا ہے۔ خاص طور پر خلیفۂ وقت کی تکلیف کا سوچ کر یہ دُکھن دو چند ہو جاتی ہے۔ دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں ایسے ہی سانحوں سے اکثر یہ دعائیں آنسوؤں سے بھیگے ہوئے الفاظ میں نظم ہو جاتیں۔ خاکسار کی ایک نظم ’’اسیرانِ راہِ مولا‘‘ الفضل میں شائع ہوئی۔ موضوع ایسا تھا جو خاص طور پر پیارے آقا کے دل کو لگا۔ نظم دیکھئے تا کہ حضورؒ کی مشفقانہ داد کا زیادہ لطف آئے۔

جہانِ عشق کی تقدیر تم نے چمکا دی
نثار ایسی اسیری پہ لاکھ آزادی
بلا کشانِ تعصب تھے یک دل و یک جان
نہ سوچنا کہ یہ قربانی تم نے تنہا دی
رُندھے گلے سے لیا جب بھی ان کا نام لیا
جو بدلی غم کی اُٹھی دل پہ تھوڑی برسا دی
نہ دیکھی جاتی تھی ہم سے حضور کی تکلیف
قبائے اشک دعاؤں کو ہم نے پہنا دی

عجیب لطف رہا ان دنوں عبادت کا
جنوں پسند طبیعت کچھ اور چمکا دی
ستم بڑھا ہے تو بڑھتا ہے ابرِ فضل و کرم
ہوئے ہیں ایک تناسب سے دونوں ایزادی
اس انتقامِ مشیت پہ سب کو حیرت ہے
وہ خود کہاں ہے ہمیں جس نے اتنی ایذا دی
وہ لوگ رکھتے ہیں نشتر ہماری شہ رگ پر
گوارا ہم کو نہیں پھر بھی اُن کی بربادی

وفا کا قصر ہوا سر بلند و با رونق
تمہاری در بدری سے ہوئی ہے آبادی
تمہارے صبر کی ہوں گی روایتیں تحریر
نئے حوالوں سے تاریخ تم نے لکھوا دی
خوشا نصیب ثباتِ قدم ثباتِ یقین
نثار ایسی اسیری پہ لاکھ آزادی

پیارے آقا نے 17جنوری 1989 ء کو دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:

’’ابھی الفضل 11جنوری میں آپ کی نظم ’’اسیرانِ راہِ مولا‘‘ پڑھی تو جو بدلی غم کی اُٹھی دل پہ تھوڑی برسادی۔ ساری نظم ہی بڑی پُر اثر ہے اور فصیح و بلیغ مگر بعض اشعار اور بعض مصرعے تو شوخیٔ تحریر کے فریادی بنے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ پہلے اس سے کہ میری آنکھیں خشک ہو جائیں میں آپ کو بتادوں کہ نظم پڑھ کر اسیرانِ راہِ مولا کے ساتھ ساتھ میرے دل نے آپ کو بھی دعائیں دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ‘‘

خاکسار۔ مرزا طاہر احمد

مؤرخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی گرفتاری کی خبر احباب جماعت پر بجلی بن کر گری۔ بدخواہ ہاتھوں کی بے باکی سے دل ہل گئے۔ ہر خبر پہلے سے سنگین آ رہی تھی۔ اپنے بس میں تو خدا تعالیٰ کے حضور فریاد ہی تھی۔ ایک دن یہ فریاد نظم ہوگئی چند اشعار ہیں۔

وہ دوست محمدؐ کے ہیں شاہد ہیں خدا کے
مولا نے انہیں گود میں رکھا ہے بٹھا کے
قامت میں وہ خلدون سے بالا ہیں مؤرخ
آتا ہے مقدر سے نصیبا کوئی پا کے

پہلے بھی اسیروں کو نہیں بھولے تھے ہم لوگ
اس تازہ مصیبت نے تو رکھا ہے ہلا کے

پیارے حضورؒ نے یکم ستمبر 1990 ء کے مکتوب میں تحریر فرمایا۔

’’مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی گرفتاری کی خبر سُن کر جو نظم آپ نے کہی ہے وہ بہت ہی بلند پایہ اور پُر تاثیر ہے۔ نہایت دلنشین اور سلجھا ہوا کلام ہے ماشاء اللہ۔ چشم بد دور۔ اللہ آپ کی ذہنی وقلبی استعدادوں کو جِلا بخشے اور صحت و عافیت والی خدمت سلسلہ سے معمور، فعال اور کامیاب و کامران لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی حفاظت و رحمت کے سائے تلے رکھے۔ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔‘‘

ایک دن فون پر پیارے حضور نے رس گھولتی آواز میں خاکسار کے مضامین اور نظموں کی بہت پیارے الفاظ میں داد اور دعا دی۔ بلکہ ایک نظم کی اصلاح کر کے کچھ بند سنائے پھر فرمایا: ’’میں نے اپنی نظم ’’جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے۔‘‘ اپنی آواز میں آڈیو کیسٹ میں بھری ہے۔ بالکل چھپ کے الگ بیٹھ کے پڑھی ہے گلا ٹھیک نہیں تھا مگر سمجھ آ جائے گی۔ دو کیسٹس بھری ہیں۔ مردوں میں عبید اللہ علیمؔ صاحب کو بھجوا رہا ہوں اور عورتوں میں آپ کے لئے بھیجی ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ شاعر ہیں آپ ہی سمجھ سکتی ہیں ایک شاعر کی کیفیات۔ کہ کیا کیا گزرتی ہے۔ آواز بہت صاف نہیں ہے گلا خراب تھا مگر آپ سمجھ لیں گی۔ بی کے ہاتھ بھیجی ہے آپ جانتی ہیں بی کو۔۔۔ بی بی باچھی کا بیٹا قمر سلیمان احمد۔۔۔ آپ اُس سے حاصل کر لیں۔ وہ کراچی گیا ہے۔‘‘

اللہ اللہ ! کیا ذرہ نوازی تھی علیم صاحب تو آسمان شعر پر جگمگا رہے تھے اور خاکسار ایک خذف چین۔ مگر آقا نے گدا کو شاہ بنا دیا۔ اور پھر وہ آڈیو کیسٹ ملی جس میں آپ کے دل کی ترجمانی الفاظ اور آواز دونوں سے ہو رہی تھی۔ بہت رُلایا۔ بہت دعا کی

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے
میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں، تو میرا خدا، میرا خدا ہے

جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ اپنی آواز میں پڑھ کر علیمؔ صاحب اور خاکسار کو بھجوائی تھی۔ 3 اکتوبر 1993 ء کے خاکسار کے نام ایک مکتوب میں اسی بات کے تسلسل میں آپ نے علیمؔ صاحب کا بہت محبت سے ذکر فرمایا اور ان کو نظم بھجوانے کی وجہ انتہائی خوب صورت الفاظ میں بیان فرمائی: ’’آپ کو اور مکرم عبید اللہ علیم صاحب کو یہ نظم بھجوانے میں حکمت یہ تھی کہ آپ دونوں چونکہ اس کیفیت سے بخوبی آگاہ ہیں جو شعر ڈھلتے وقت دل کی ہوتی ہے اس لئے آپ کو میری آواز میں یہ نظم سن کر صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ کس قلبی کیفیت نے اس نظم کا روپ دھارا۔ اس سے زیادہ کوئی مقصد نہیں تھا۔ ورنہ عبید اللہ صاحب علیمؔ کو ترنم سے نظم پڑھ کر بھجوانا تو ایک خلافِ حکمت بات تھی۔ ان کو تو خدا نے ایسی دلکش آواز اور ترنّم کے زیر و بم پر اختیار عطا فرمایا ہے کہ ان کو تو یہ نظم ترنم کے نمونہ کے طور پر بھجوانا ایک مضحکہ خیز بات ہوتی۔ یہ نظم بعد میں کسی وقت گلے کی بہتر حالت کے وقت بہتر رنگ میں بھی ادا ہو سکتی تھی مگر مشکل یہ تھی کہ عزیزم قمر سلیمان کو دوسرے دن ربوہ واپس جانا تھا۔ اگر اُن کے جانے سے پہلے کیسٹس تیار نہ ہو جاتیں تو اسیرانِ راہِ مولا کو نہ بھجوا سکتا۔ دراصل یہ ان کی امانت تھی۔ اُمید ہے ان تک پہنچ چکی ہوگی۔ عزیزم عبید اللہ صاحب علیمؔ کو بھی بات سمجھا دیں۔ ورنہ وہ بیچارے حیران بیٹھے رہیں گے کہ یہ مجھے کیا سوجھی۔ ادب، محبت اور اخلاص کا پتلا ہیں۔ طبعی ردِّعمل کو ذہن کے پردے پر الفاظ میں ڈھلتا دیکھ کر بھی گھبرائیں گے۔ لیکن اصل نیت معلوم ہو جائے تو سب اُلجھن ختم ہو جائے گی۔ پچھلے دنوں بعض مشاعروں کی کیسٹس سننے کا موقع ملا۔ ان کا کلام سُنتے ہوئے بعض دفعہ قلم توڑنے کے محاورہ کی حقیقت سمجھ آ جاتی ہے اور یہ بات کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں دیتی۔ میرے نزدیک تو اس دور کے تمام شعراء آسمانِ شعر و ادب میں اِن سے بلند پرواز کرنے والا اور کوئی شاعر دکھائی نہیں دیتا۔ بعض اُڑانوں نے تو ہفت آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ کئی دفعہ سوچا اُن کو خط لکھنے کا مگر پھر اتنا لکھنا پڑے گا اور پھر بھی سیری نہ ہو گی تو کیا فائدہ۔ بہتر ہے آپ ہی کی معرفت یہ دو حرفی پیغام بھیج کر کم از کم ان کا یہ مسئلہ تو حل کر دوں کہ اب تک خاموش کیوں ہوں۔ اسے جبر و اختیار کا مسئلہ ہی

بقیہ صفحہ 10 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 58

ایجاب و انکار سے متعلق مزید تمیز فعل

یعنی ایسے تمیز فعل الفاظ جو کسی بات پر رضامندی دینے یا انکار کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ہاں، جی، جی ہاں، نہیں، تو، شاید، غالباً، یقیناً، بیشک، بلاشبہ، ہرگز، زنہار، بارے، البتہ، فی الحقیقت۔ اس فہرست میں بھی بعض الفاظ وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے ہم ان کو سادہ مثالوں سے واضح کریں گے اور ان کے معنی بھی بیان کریں گے۔

یقیناً: Certainly/definitely/ absolutely اردو زبان میں یہ متعلق فعل اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب ایک بات میں کوئی شبہ نہ ہو، ایک بات ہر لحاظ سے سچ ہو، طے ہو، سب فریقین کا باہم اتفاق ہو۔ جیسے وہ یقیناً ایک بڑا سانحہ تھا۔ اس جملے میں فعل ''ہونا'' کی ماضی شکل ہے تھا اور اس کے بارے میں مزید وضاحت کر رہا ہے ''یقیناً'' جو کہ ایک متعلق فعل یعنی Adverb ہے۔ وہ جس بری طرح رو رہا ہے تم نے یقیناً اس کا دل دکھایا ہے۔ یہاں فعل ہے دل دکھانا یعنی to hurt اور متعلق فعل ہے یقیناً یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے اس کا دل دکھایا ہے۔ آپ طویل سفر سے آئے ہیں، یقیناً تھک گئے ہوں گے۔ یعنی اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ مہمان تھکا ہوا ہے۔ یہ انداز شائستہ گفتگو کا ہے جس سے میز بان کی اعلیٰ اخلاقی اور تہذیبی اقدار ظاہر ہوتی ہیں Ethically highly developed and civilized behavior کل امتحان ہے اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقیناً کامیاب ہو جاؤں گا۔ فہرست میں اگلا لفظ ہے بیشک اب ہم اس کے متعلق بات کرتے ہیں۔

بیشک: Indeed/of course/Whether/despite اس کا سادہ الفاظ میں مطلب ہے کہ کوئی شک نہیں۔ تاہم یہ اور بھی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: چاہے Whether or not تم بیشک ضد کرو میں نہیں مانوں گا۔ پس اس کا مطلب ہے کہ تم چاہے جتنی بھی ضد کرو۔ اگر کسی بات کے جواب میں صرف بیشک کہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے، جی بالکل صحیح کہا، حق ہے، سچ ہے میں پوری طرح آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ جیسے: وہ ایک نیک انسان ہے۔ جواب: بیشک۔ موت برحق ہے۔ جواب: بیشک۔ اسی طرح کسی کو ارادے کی آزادی دینے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: آپ بیشک میری گاڑی لے جائیں۔ تم اپنی چائے میں بیشک چینی ڈالو مگر میرے لئے نہیں۔ اسی طرح مشروط تعریف یا تنقید کے لئے بھی یہ لفظ فقرے کے آغاز میں استعمال ہوتا ہے۔ بیشک وہ بدنام ہے مگر اس میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں۔ بیشک تم جتنی مرضی محنت کرو لیکن جھوٹ کی عادت کے ساتھ ترقی ممکن نہیں۔

ہرگز: یہ متعلق فعل زیادہ تر منفی جملوں میں استعمال ہوتا ہے اور ''نہیں'' کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ہرگز نہیں: یعنی سو فیصد انکار، ایک بات کا بالکل کوئی امکان نہیں۔ یہ لفظ انکار میں مزید تاکید، زور اور شدت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ گفتگو، مذاکرات اور بحث کو روکنے والے الفاظ میں سے ایک ہے جسے انگریزی میں Conversation stoppers کہتے ہیں۔ جیسے: میں ہرگز تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یعنی کوئی مزید بات نہیں ہو سکتی۔ خطرے سے خبردار کرنے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: تم ہرگز رات کو باہر نہ جانا۔ کسی اجنبی سے ہرگز کوئی کھانے والی شے نہ لینا۔

ہرگز کی وضاحت میں بہادر شاہ ظفر کا یہ شعر دیکھیے:

دولت دنیا نہیں جانے کی ہرگز تیرے ساتھ
بعد تیرے سب یہیں اے بے خبر بٹ جائے گی

انہیں معنوں میں بعض اور الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ الفاظ تحریر میں استعمال ہوتے ہیں اور اب ان کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں:

حاشا، زنہار۔ حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں لفظ ''زنہار'' مختلف مقامات پر آیا ہے جیسے:

گر یہی دیں ہے جو ہے ان کی خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زنہار

یعنی اگر مسلمان اپنی ان بدعملیوں کو مذہب کا نام دیتے ہیں تو میں کسی قیمت پر بھی اسے قبول نہیں کروں گا۔ خصائل خصلت کی جمع ہے اس کے معنی ہیں عادت، کردار، فطرت وغیرہ۔ عیاں یعنی ظاہر ہونا۔ کوڑی، قدیم ہندوستان میں رائج کرنسی کا ایک انتہائی کم قیمت سکہ جو اب مستعمل نہیں ہے۔ زینہار یا زنہار یعنی ہرگز نہیں، قطعی نہیں۔

تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سست اس میں زینہار

یعنی محبت سے بنائی ہوئی حکمت عملی کبھی ناکام نہیں ہوتی بلکہ ایک ماہر نشانہ باز کے ہاتھ سے چلائے ہوئے تیر کی طرح ٹھیک نشانے پر لگتی ہے۔ حضورؑ نصیحت فرما رہے ہیں کہ اس حکمت عملی کو ہرگز چھوڑ نہ دینا۔

مکرِ انسان کو مٹا دیتا ہے انسان دگر
پر خدا کا کام کب بگڑے کسی سے زینہار

یعنی انسان کے منصوبے کوئی دوسرا انسان جو منصوبہ بنانے والے سے زیادہ عقل مند یا طاقتور ہو توڑ دیتا ہے مگر وہ منصوبہ یا کام جس کا آغاز خدا تعالیٰ فرماتا ہے اسے توڑنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ دگر کا معنی ہے دوسرا، کوئی اور وغیرہ۔ مکر یعنی منصوبہ، تدبیر۔ کام بگڑنا یعنی منصوبہ ناکام ہو جانا۔

بارے: یہ لفظ قدیم اردو زبان میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتا تھا جیسے: ماقبل کے نتیجے میں، ایک بار، الغرض وغیرہ۔ جیسے میر تقی میر نے کہا:

بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

یعنی چاہے دنیا میں آپ کو غم ملیں یا خوشیاں دونوں صورتوں میں ایسے اچھے اور نیک کام کرو کہ لوگ تمہیں یاد رکھیں۔

لیکن جدید اردو زبان میں یہ ہمیشہ حرفِ ربط ''میں'' کے ساتھ آتا ہے اور صرف ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسی چیز یا شخص کے متعلق معلومات دیتا ہے۔ جیسے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ کس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے احمدیت کے بارے میں سنا ہے۔

سچا مذہب تلاش کرنے کے تین اصولوں میں سے دوسرا اصول

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو یا دیوثی امور کو متلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالفت ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دے کر بندہ کا رشتۂ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 374)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

طالب حق: سچائی کی تلاش کرنے والا، محقق Researcher

نفس کے بارے میں: فرد کے بارے میں، فرد کی ضروریات کے بارے میں، انفرادی ترقی کے بارے میں

The teachings of a religion about an individual's spiritual, intellectual and cognitive developments and needs.

انسانی چال چلن کے بارے میں: یعنی ایک مذہب کی روزمرہ انسانی زندگی کے بارے میں، معاشرتی اقدار کے بارے میں اور انسانی رویوں کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔

The teachings of a religion about general human society, social interactions and behaviors.

انسانی حقوق کے باہمی رشتے:

Relations that are interconnectedly produce and protect human rights

بقیہ صفحہ 7 پر

رپورٹ: مظفر منصور۔ سیکرٹری تبلیغ برمپٹن ویسٹ امارت کینیڈا

جلسہ یومِ مسیح موعودؑ

23مارچ کا دِن جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے لئے بہت اہم دن ہے۔ 23 مارچ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری دُنیا میں جلسہ یومِ مسیح موعود منعقد کیا جاتا ہے۔ اس سال امارت برمپٹن ویسٹ کینیڈا نے فیصلہ کیا کہ جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام میں غیراز جماعت احباب کو بھی دعوت دی جائے اور انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عالی شان مقام سے روشناس کروایا جائے۔

اس جلسہ کی کامیابی کے لئے سب سے پہلے پیارے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پروگرام کی کامیابی کی دُعا کے لئے خط لکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیارے آقا کی دُعا سے جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام کے دِن مسجد مبارک برمپٹن، غیراز جماعت کی ایک بڑی تعداد سے بھر گئی۔ الحمدللہ۔ ان میں عیسائی پادری کے ساتھ سینٹالوجی چرچ اور مورمن چرچ کے ممبران، عام عیسائی اور غیر احمدی مسلمان دوستوں نے شمولیت کی جن میں بہت بڑی تعداد ایسی تھی جو پہلی بار مسلمانوں کی مسجد میں آئے تھے۔

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام، مبارک مسجد برمپٹن کے مرکزی ہال میں منعقد کیا گیا۔ تقریباً تمام غیرمسلم مہمانانِ گرامی نے اذان سنی اور نمازِ ظہر ادا ہوتے ہوئی دیکھی جس کا ان پر بہت اچھا اثر ہوا۔ (الحمدللہ)

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ بعدازاں مکرم ومحترم لال خاں ملک صاحب امیر جماعتہائے کینیڈا نے پروگرام کا تعارف کروایا۔ داعیٔ الی اللہ خصوصی مکرم اویس احمد صاحب، مکرم علی رضا صاحب مربی سلسلہ اور مکرم عمیر خان صاحب مربی سلسلہ کی تقاریر کو حاضرین نے بڑے انہماک اور دلچسپی سے سُنا۔ ان تقاریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عالی شان مقام کے ساتھ ساتھ بڑی حکمت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو انجیل سے ثابت کیا گیا۔

پروگرام کے آخر میں دُعا ہوئی جس میں غیراز جماعت نے اپنے اپنے انداز سے شمولیت کی۔ (الحمدللہ)

بعدازاں مہمانوں کو تیسرے فلور پر لے جایا گیا جہاں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا اور مہمانوں کو جماعت کا لٹریچر دیا گیا۔ مہمانوں نے خاص طور پر ''مسیح ہندوستان میں'' پڑھنے کی خواہش کی۔

مورمن چرچ کے احباب نے اُس دن اپنے مذہب کے مطابق روزہ رکھا ہوا تھا لہٰذا اُن کو کھانا پیک کر کے دیا گیا کہ وہ اپنا روزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کے کھانے سے کھولیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حقیقی اسلام احمدیت میں داخل کرے۔ (آمین)

اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں لوکل امیر صاحب برمپٹن اور ممبران مجلس عاملہ نے بھرپور محنت، کوشش اور دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزائے خیرعطاء فرمائے۔ آمین۔

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

عطیہ خون ریجن بانفورہ برکینا فاسو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کی دو ہی اغراض بیان فرمائی ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف بنی نوع انسان کو توجہ دلائی جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے جہاں دنیا نے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا ہے وہاں دنیا بھر میں مختلف جماعتوں میں حقوق العباد کے ادا کرنے کی طرف ایک خاص جوش و جذبہ پایا جانے لگا ہے۔ دنیا کی مختلف قوموں اور نسلوں کے لوگ ایک ہی رنگ میں رنگتے چلے جارہے ہیں کیونکہ یہ تمام احمدی ایک خلافت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ دنیا بھر کی جماعتیں خدمت انسانیت کے لیے مختلف پروگرام بناتی ہیں۔ اس میں خون کے عطیات دینا بھی شامل ہیں۔ ہر سال خون کے عطیات سے ہزاروں افراد کی زندگیاں بچائی جاتی ہیں۔

اسی طریقہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے جماعت احمدیہ برکینا فاسو میں بھی مختلف جماعتوں میں خون کے عطیات دینے کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ باقاعدگی سے جماعت کی طرف سے ایسے پروگرام منعقد کرنے کی وجہ سے جماعت کا نام مختلف ریجنز میں خاص طور پر مشہور ہوگیا ہے کہ یہ جماعت باقاعدگی سے نسل انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے خون کے عطیات دینے کے لیے تیار رہتی ہے۔ پس جب بھی ایمرجنسی خون کی ضرورت ہوتی ہے تو جماعت سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی کچھ دن پہلے بانفورہ شہر کے سب سے بڑے حکومتی ہسپتال کی طرف سے ریجنل قائد صاحب بانفورہ کو فون آیا کہ ہمیں ایمرجنسی خون کی ضرورت ہے اس لیے ممکن ہو تو جماعت اس سلسلہ میں مدد کرے۔ چنانچہ قائد صاحب نے ریجنل مشنری اعجاز احمد صاحب سے رابطہ کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ ریجنل مشنری صاحب نے اسی وقت لوکل مشنری سے مشورہ کر کے انتظام کروایا۔

چنانچہ 25 جولائی 2022ء کو 17 خدام اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے خون کے عطیات دینے کے لیے حاضر ہوگئے۔ ہسپتال کی انتظامیہ نے جماعت کا بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں جب بھی خون کی ضرورت ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ ہمیشہ لبیک کہتے ہوئے قربانی کے لیے تیار ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے احباب میں قربانی کی روح کو بڑھاتا چلا جائے نیز اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے ان قربانیوں کو قبول کرے۔ آمین

بقیہ: آثار قدیمہ کے ذریعے توحید کی تلاش ...... از صفحہ 15

فرٹیلیٹی کے کلٹ کے ساتھ ایک تعلق بنتا ہے۔

اس مضمون میں پیش کردہ نظریہ دراصل آج کل کے عام نقطہ نظر کے خلاف ہے لیکن جو شواہد کھدائیوں کے دوران ملے ہیں ان کو مکمل طور پر نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہمیں اس سلسلے میں نئی کھدائیوں کے ذریعے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والی ریسرچ ہے۔ فرینکفرٹ اور لنگڈان کی تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ ارشادات کی روشنی میں اس پر کام کرنے کی مزید ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں قرآن کریم کی سچائی کو پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اس مضمون کو لکھنے میں مندرجہ ذیل حوالہ جات سے مدد لی گئی ہے:

عراق ایکسا ویشنس آف دی اورینٹل انسٹی ٹیوٹ 1932-1933ء: تھرڈ پریلیمنری رپورٹ 1934ء، گارڈز اینڈ میتھس آن زارگونڈ سیلس 1934ء سیلنڈر سیلس: اے ڈاکٹری ایسے آن دی آرٹ اینڈ ریلیجن آف دی انیشینٹ نیر ایسٹ 1939ء، سکلپچر آف دی تھرڈ میلینیام بی۔سی فرام ٹل اسمار اینڈ خافاجا 1939ء، دی میتھالوجی آف آل ریسز 5 والیم۔ 1931ء۔ مونوتھیزم ایز دی پریڈیسیسر آف پولیتھیزم ان سمرین ریلیجن 1937ء ہو واز ورشپڈ ان دی ابو ٹمپل ایٹ تل اسمر؟ 2010ء

ڈاکٹر مبارز احمد ربانی۔ لندن

آثار قدیمہ کے ذریعے توحید کی تلاش

ہرمذہب کی بنیاد ایک وحدہ لاشریک خدا کی ہستی پر یقین ہے جو اس کائنات کا نا صرف خالق ہے بلکہ اس نے اس کائنات کے ذرہ ذرہ میں اپنی موجودگی کا ثبوت چھوڑا ہے۔قرآن کریم کی تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا تا توحید کی تعلیم قائم ہو سکے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ

(البقرہ: 164)

ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمان (اور) رحیم۔

اور پھر مزید فرمایا:

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ‌ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ‌ ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ

(النحل: 37)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔ پس ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور انہی میں ایسے بھی ہیں جن پر گمراہی واجب ہوگئی۔ پس زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا تھا۔

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور انبیاء علیہم السلام کی سچائی کو زمین میں آرکیالوجیکل شواہد کے ساتھ محفوظ کر دیا ہے۔ لیکن جب ہم پرانی اقوام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ متعدد دیوتاؤں کی عبادت کی جارہی ہے جیسے کہ ماضی میں مصر، یونان اور مشرق وسطیٰ کی اقوام میں۔ جبکہ بعض جگہوں پر آرکیالوجی اور تاریخی شواہد کے گہرے مطالعہ سے ہمیں واحد خدا کی عبادت کا تصور ملتا ہے۔

اس موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک اقتباس قابل ذکر ہے جو اس بات کو بیان کرتا ہے کہ مذہب کا آغاز توحید سے ہی ہوا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

تاریخی حقائق اس بات کی تصدیق نہیں کرتے کہ توحید کا عقیدہ بت پرستی پر مبنی توہمات کے ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ یہ محض ماہرین عمرانیات کا چھوڑا ہوا شوشہ ہے۔ اس نظریہ کی تائید میں تاریخ سے کوئی ایسی شہادت نہیں ملتی کہ شرک تدریجاً ترقی کر کے بالآخر توحید میں تبدیل ہوگیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی درمیانی کڑیاں ملتی ہیں کہ لوگوں نے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہوئے خدائے واحد کی عبادت شروع کر دی۔قرآن کریم اس نظریہ کو رد کرتا ہے اور اس کے بالکل برعکس نظریہ کو درست قرار دیتا ہے یعنی دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کا آغاز بلا استثناء توحید کے عقیدہ سے ہوا۔ ارتقاء کا مذکورہ بالا نظریہ نہ تو تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی انسانی ذہن کے تقاضوں کے مطابق ہے۔

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 179-180)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یکم اگست 1997 کو ایم۔ٹی۔اے پر فرنچ احباب کے ساتھ سوال و جواب کی ایک نشت میں اس موضوع پر بات کرتے ہوئے اپنی ایک خواہش کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: ’’یہ بہت اہم ہے۔اس سلسلے میں بہت سارا کام کرنے والا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مضامین اور ریویو لکھنے چاہئیں تا کہ ان شواہد کو محفوظ کیا جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کسی دن کوئی احمدی اس موضوع پر ریسرچ شروع کرے گا‘‘۔

خاکسار نے حضورؒ کے اس موقف کو آگے بڑھاتے ہوئے قرآن کریم کی اس سچائی کو کہ ہر مذہب کی ابتداء ایک خدا کی عبادت سے شروع ہوئی لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ایک خدا کی وحدانیت کی جگہ متعدد دیوتاؤں کی عبادت نے لے لی آثار قدیمہ کی تحقیق کے ذریعے اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کے لکھنے کا مقصد قدیم جنوبی عراق میں توحید کے نشانات کو تلاش کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔

ڈاکٹر ہنری فرینکفرٹ کی کھدائیاں

اس سلسلے میں اورینٹل انسٹی ٹیوٹ آف دی یونیورسٹی آف شکاگو نے تل اسمر کے مقام پر (قدیمی نام ایشنونہ) 1930ء سے 1936ء تک جو کھدائیاں کیں وہ قابل توجہ ہیں۔تل اسمر جنوبی عراق میں بغداد کے مشرق میں کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ٹل ایک ایسی اونچی جگہ کو کہتے ہیں جو بظاہر تو چھوٹی پہاڑی کی شکل کی نظر آتی ہے مگر یہ دراصل ایک ہی جگہ پر مسلسل جاری رہنے والی آبادی کے نتیجے میں ایک طویل عرصہ کے بعد بنتی ہے جیسا کہ اس تصویر میں ایک ٹل کو شمالی عراق میں دیکھا جا سکتا ہے۔

آثار قدیمہ کے ماہر ڈاکٹر ہنری فرینکفرٹ تل اسمر کے علاقے میں ان کھدائیوں کے پروجیکٹ ڈائریکٹر تھے جہاں سے سمیرین اور اکاّدین تہذیبوں کے آثار دریافت ہوئے۔ لہذا ہم ایسے دور کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے شروع ہوا اور چار ہزار سال تک چلتا رہا۔ان اہم کھدائیوں کا مقصد اس علاقے کے ابتدائی دور کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور کرونولوجی (تاریخی ترتیب یعنی تاریخی واقعات کے تسلسل اور ان کے روابط) کا پتہ لگانا تھا۔فرینکفرٹ نے اپنے زمانے کے لحاظ سے منظم اور ترتیب وار طریقے سے کھدائیاں کیں اور جو معلومات حاصل کیں وہ آج تک اس دور کے بارے میں کافی حد تک درست تسلیم کی جاتی ہیں۔ بے شک آج بھی اس ابتدائی دور کے بارے میں معلومات محدود ہیں لیکن ہنری فرینکفرٹ کی کھدائیوں کے ذریعے پہلی بار اس علاقے کی آبادی سے ملنے والے آثار سے کچھ دلچسپ نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں جو اس نے اپنی پروجیکٹ رپورٹس میں پیش کیے۔ان نتائج میں سے ایک کا ذکر کرنا چاہوں گا جس کا تعلق تل اسمر کے رہنے والوں کے مذہبی اعتقادات سے ہے۔

تل اسمر

تل اسمر کی کھدائیوں کے دوران ایک محل کے علاوہ رہائشی عمارات اور ایک ٹمپل (عبادت گاہ) دریافت ہوئے جہاں سے ایسے آثار ملے

جو ان رہائشیوں کے مذہبی روایات اور اعتقادات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ فرینکفرٹ کہتا ہے کہ ہمیں کھدائیوں کے ذریعے پتہ ہے کہ کون کون سی چیزیں کہاں سے ملی ہیں (کانٹکسٹ) اور جب ہم ان سب معلومات کو یکجا رکھ کر دیکھتے ہیں تو ایک مکمل تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔اگر یہ سب چیزیں الگ الگ ملتیں تو ہم اس حقیقت کو بیان نہ کر سکتے جواب کرنے جا رہے ہیں۔

فرینکفرٹ کے نزدیک تل اسمر کے گھروں اور ٹمپل دونوں جگہوں سے دریافت ہونے والے آثاروں میں مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ دونوں جگہوں کے آثار ایک مرکزی خدا کی عبادت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس طرح کی مذہبی رسومات صرف تل اسمر میں ہی قائم نہیں تھیں بلکہ میسوپوٹیمیا کے باقی علاقوں میں بھی تھیں۔ تل اسمر کے گھروں اور ٹمپل سے ملنے والے سیلنڈر سیلس، مٹکے، پیالے اور زیورات پر مختلف شکلیں نمایاں ہیں جو مختلف دیوتاؤں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مجسمے اور جانوروں کی ہڈیاں بھی ملی ہیں۔ان سب آثاروں کو ایک ہی تصویر میں فٹ کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق اس ابتدائی دور میں مختلف صفات رکھنے والے ایک مرکزی خدا کی عبادت کی جاتی تھی اور وہ ان صفات سے پکارا جاتا تھا۔ بعد کے زمانے میں یہ صفات الگ ہوگئیں اور ہر ایک صفت نے ایک الگ خدا کا وجود اختیار کرلیا۔اس مضمون کو مزید سمجھنے کے لئے ان دیوتاؤں کے بارے میں مختصر تعارف آگے پیش کیا جاتا ہے۔

مرکزی خدا فرٹیلیٹی کا خدا

چونکہ تل اسمر میں رہائش پذیر لوگوں کی عبادت کا مرکز دریافت ہونے والا ایک ہی ٹمپل تھا لہذا یہاں سے ملنے والے آثاروں پر جو بھی مذہبی نقوش پائے گئے ان کا تعلق بھی اس ٹمپل میں عبادت کی جانے والے دیوتاؤں کے ساتھ ہوگا۔ آثار بتاتے ہیں کہ اصل عبادت اس مرکزی خدا کی ہوتی تھی جس کا ہم ذکر کرنے جا رہے ہیں۔ اس مرکزی خدا کے اندر پیدا کرنے کی طاقت تھی۔ دوسرے الفاظ میں یہ خدا زمین، جانوروں اور فصلوں (نباتات) کی پیدائش کا مظہر تھا (زندگی کا مظہر)۔ دراصل اس مرکزی خدا کا مجسمہ ٹمپل سے ہی ملا ہے جو اپنے قد و قامت (سائز) اور بڑی بڑی آنکھوں کی وجہ سے باقی سب ملنے والے مجسموں سے مختلف ہے۔ یہ مجسمہ جس پتھر پر کھڑا ہے اس کے سامنے والے حصہ پر تین مختلف شکلیں بنی ہوئیں ہیں جن میں ایک پودوں کی، دوسری سینگوں والا ہرن اور تیسری شیر کے سر والا عقاب (اِمدُوگُد) کی۔ یہ تینوں شکلیں اس مرکزی خدا کی صفات اور کردار کو ظاہر کرتی ہیں جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔اب اگر ہم ان صفات اور شکلوں کو ملا کر دیکھیں تو بات آسان ہو جاتی ہے مثلاً پودوں کا نشان اس خدا کی نباتات والی صفت کو ظاہر کرتا ہے۔سینگوں والا ہرن جانوروں کی دنیا کی سپرٹ کی صفت کو ظاہر کرتا ہے جبکہ شیر کے سر والا عقاب موت کے اوپر فتح پانے والی صفت (جنگجو والی صفت) کو ظاہر کرتا ہے۔

صفاتی تشریحات جو اس مضمون میں بیان کی گئی ہے وہ بعد کے زمانے کی میسوپوٹیمیا کے علاقوں کی کھدائیوں کے دوران ملنے والے کلے ٹیبلٹس (کتبے) کے ترجمہ پر مشتمل ہیں۔

اس مرکزی خدا کے یہ صفاتی نشانات ہیں جو اس واحد ٹمپل سے ملنے والے آثاروں کے علاوہ ان آثاروں پر بھی پائے جاتے ہیں جو اس ٹمپل کے ارگرد کے رہائشی گھروں سے ملے ہیں اور دونوں جگہوں سے ملنے والے آثاروں پر موجود نشانات اس مرکزی خدا کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جس کی ٹمپل میں عبادت کی جاتی تھی (فرٹیلیٹی کلٹ)۔ اصل میں فرٹیلیٹی کا خدا (پیدائش کا خدا) ہی مرکزی خدا معلوم ہوتا ہے اور ٹمپل میں بھی صرف ایک ہی خدا کے مجسمے کی رکھنے کی نمایاں جگہ تھی۔ باقی خدا اسی ایک مرکزی خدا کی صفات کا حصہ معلوم ہوتی ہیں۔ فرینکفرٹ اپنے اس خیال کا ثبوت مثالوں کے ساتھ پیش کرتا ہے جن میں سے چند پیش خدمت ہیں:

ابو گاڈ آف ویجی ٹیشن (فرٹیلیٹی)

اس ٹمپل کے ساتھ ملحقہ عمارت کے ایک کمرے سے تانبے سے بنی ہوئی صراحیاں دریافت ہوئی ہیں۔ ان صراحیوں میں ایک پیالہ بھی ملا ہے جس پر ایک تحریر ''دی ہاؤس آف ابو'' لکھی تھی۔ ہمیں بعد کے زمانے کی کھدائیوں کے دوران ملنے والے مختلف کلے ٹیبلٹس (کتبے) سے پتہ چلتا ہے کہ ابو گاڈ آف ویجی ٹیشن تھا یعنی ابو ایک خدا کا نام ہے جس کی صفت کا تعلق نباتات سے ہے اور یہ صفت اسی فرٹیلیٹی کے مرکزی خدا کی بھی ایک صفت تھی جس کی عبادت اس ٹمپل میں کی جاتی تھی۔

تموز گاڈ آف ویجی ٹیشن اینڈ شیپ فولڈز (فرٹیلیٹی)

تموز ایک اور خدا ہے اور کھدائیوں کے دوران ملنے والے آثاروں پر جو نقوش پائے گئے ہیں ان میں تموز پودوں، بکریوں یا مینڈوں کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ اس نے سر پر جو تاج پہن رکھا ہے۔ اس میں انہی جانوروں کے سینگ نصب ہیں۔ جانوروں کے اصلی سینگ گھروں اور ٹمپل سے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ اب پودوں، بکریوں یا مینڈوں کے نقوش تموز خدا کی پیدائش (فرٹیلیٹی) کی صفت کو ظاہر کرتی ہے اور یوں تموز خدا کی فرٹیلیٹی اصل میں مرکزی خدا کی فرٹیلیٹی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

نینورتا۔ نینگر سو گاڈ آف ویجی ٹیشن اینڈ گاڈ آف وار (فرٹیلیٹی)

نینورتا۔ نینگر سو ایک اور خدا ہے۔ اس کا ذکر بھی بعد کی ٹیبلٹس میں پایا جاتا ہے۔ یہ ویجی ٹیشن کا خدا تھا اور جنگ (شیر کے سر والا عقاب) کا بھی۔ ویجی ٹیشن اور شیر کے سر والا عقاب (امدُگد) دونوں نشان اس مرکزی خدا کے مجسمے پر بنے ہوئے ہیں۔ ٹمپل اور ارد گرد کے گھروں سے دریافت ہونے والے آثاروں میں نینورتا۔ نینگر سو خدا کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ نینورتا۔ نینگر سو خدا کی صفات اصل میں مرکزی خدا کی صفات کو ہی ظاہر کر رہی ہیں۔ نینگر سو جنگ کا خدا ہونے کی وجہ سے بلاؤں سے بھی مقابلہ کرتا تھا جس کا ملنے والے آثاروں پر بھی نقشہ کھینچا گیا ہے۔

نینگیزّدہ گاڈ آف ویجی ٹیشن اینڈ گاڈ آف ارتھ (فرٹیلیٹی)

نینگیزّدہ بھی ایک دوسرے خدا کا نام ہے اور اس کا نشان ایک یا دو سانپ ہیں (فرٹیلیٹی)۔ ٹمپل اور گھروں سے جو مختلف مٹکے اور سیلنڈر سیلس دریافت ہوئے ہیں ان پر سانپ کی شکل بھی نمایاں ہے۔ اس سے نینگیزّدہ کی اس جگہ میں موجودگی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ سیلنڈر سیلس پر نینگیزّدہ پودوں کے ساتھ نظر آرہا ہے۔ بعد کے زمانے کی کلے ٹیبلٹس (کتبے) میں بھی اسے بطور گاڈ آف ویجی ٹیشن پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح نینگیزّدہ بھی اسی مرکزی خدا کی صفات کا مظہر نظر آتا ہے۔

ان دیوتاؤں کے ذکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان سب میں ایک یونیٹی پائی جاتی ہے۔ سب ہی نیچر کے پیدا کرنے والی قوت (فرٹیلیٹی) کا اظہار کر رہے ہیں اور ان سب کی یہ قوت اس مرکزی خدا کی فرٹیلیٹی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

ان صفات کی کیا ضرورت تھی؟

فرینکفرٹ کے مطابق اس زمانے کے لوگ جو مختلف جگہوں پر آباد تھے اپنی ضرورت کے مطابق اس متعلقہ صفت والے خدا کے نام کو پکارتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی ایک جگہ پر اس مرکزی خدا کی زمین کے ساتھ تعلق رکھنے والی صفت کو دوسری صفات کے مقابلے میں پکارا جاتا ہو اور کسی جگہ پر زندگی کے پانے والی صفت کو دوسری صفات کے مقابلہ میں پکارا جاتا ہو۔ کہنے کا مطلب ہے کہ ابتدائی دور میں یہ سب نام اس مرکزی خدا کی صفات تھیں۔ مگر مختلف وجوہات کی بنا پر بعد کے زمانے میں ان صفات نے الگ دیوتاؤں کی شکل اختیار کر لی اور ان کی عبادت کی جانے لگ گئی۔ اس کی ایک بڑی وجہ فرینکفرٹ یوں بیان کرتا ہے

''سمیرین دور میں سٹی سٹیٹس کا سسٹم جنوبی میسوپوٹیمیا میں رائج تھا یعنی ہر شہر کی اپنی حکومت تھی۔ جس ہزار سال کی ہم بات کر رہے ہیں اس کی آخری دہائیوں میں اس علاقے میں باہر سے سامی قوم (لیونٹ اور عرب علاقوں کے لوگ) یہاں آکر آباد ہوگئی۔ باہر سے آنے والے یہ لوگ مقامی سمیرین لوگوں کے مذہبی اعتقادات کو ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں سکے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں قوموں کے اعتقادات آپس میں مل جل گئے یہاں تک کہ آخر میں ان قوموں کے دیوتاؤں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی۔''

دیوتاؤں کی تعداد اور کلے ٹیبلٹس (کتبے)

ہنری فرینکفرٹ کے زمانے میں جنوبی میسوپوٹیمیا کے علاقے میں ایک اسیری آلوجسٹ پروفیسر سٹیفن لنگڈان بھی کام کر رہا تھا جس کی ریسرچ قابل ذکر ہے۔ لنگڈان کا کام کھدائیوں کے دوران ملنے والی کلے ٹیبلٹس (کتبے) پر لکھی ہوئی تحریرات کا ترجمہ کرنا اور سمجھنا تھا۔

اپنی اور دوسرے ماہرین کی کی گئی ریسرچ کی بنا پر اور خصوصاً ٹیبلٹس کے ترجمے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ سمیرین تہذیب میں پہلے توحید کا قیام تھا اور بعد میں کئی دیوتاؤں کی پرستش شروع ہوگئی۔ لنگڈان کی ریسرچ چند آرکیالوجیکل سائٹس پر مبنی ہے جن میں اورک، کیش اور جمدۃ نصر قابل ذکر ہیں۔

ان ٹیبلٹس کی تحقیق کے بعد لنگڈان جان سکا کہ کس دور میں کتنے دیوتاؤں کا ذکر ملتا ہے۔ اور اس کے لئے اس نے سمیرین تہذیب کے اختتام سے شروع کر کے آغاز کی طرف دیوتاؤں کی تعداد کو گننا شروع کیا۔ جوں جوں وہ پیچھے کے ادوار کی طرف گنتی کرتا جا رہا تھا ویسے ویسے دیوتاؤں کی تعداد کم ہوتی جا رہی تھی۔

اس سلسلے میں وہ یہ کہتا ہے کہ سمیرین تہذیب کے اختتام کے وقت (تقریباً 2000 سال قبل مسیح) ان کے دیوتاؤں کی تعداد 5000 سے کچھ زائد تھی۔ اس سے ایک ہزار سال پیچھے اگر جایا جائے (تقریباً 3000سال قبل مسیح) تو ان دیوتاؤں کی تعداد 750 رہ جاتی ہے۔ اور پھر 300 سال اگر مزید پیچھے جایا جائے تو یہ تعداد 500 رہ جاتی ہے اور تقریباً 200 سال اور پیچھے جایا جائے تو صرف دو دیوتاؤں کے نام رہ جاتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ اگر ابتدائی دور میں اور دیوتا موجود ہوتے تو ان کا نام بھی ٹیبلٹس میں آنا چاہئے تھا کیونکہ بعد کے زمانے میں جتنے بھی ٹیبلٹس دریافت ہوئے ان پر اس زمانے میں پائے جانے والے دیوتاؤں کے نام درج ہیں۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ابتدائی اور اختتام کے زمانے کے یہ ٹیبلٹس ٹمپلس کی کھدائیوں کے دوران ملے ہیں۔

کچھ سوالات اور مستقبل کی ریسرچ

آخر میں یہ ساری ریسرچ پیش کرنے کے بعد کچھ سوالات ابھی بھی اپنی جگہ پر موجود ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر ابھی تک بہت کم کام ہوا ہے اور خاکسار کے علم کے مطابق فرینکفرٹ اور لنگڈان کے زمانے کے بعد اس مضمون پر کوئی نئی قابل ذکر ریسرچ پیش نہیں ہوئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ سمیرین تہذیب اور اس سے پہلے کے ادوار کی آرکیالوجی پر کم کام ہوا ہے بالخصوص ان کے رہائشی مکانات پر۔ اب جب کہ جدید ٹیکنالوجی ہمارے پاس موجود ہے تو اس کا استعمال کرتے ہوئے کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

بے شک ہنری فرینکفرٹ اور سٹیفن لنگڈان اپنے زمانے کے مشہور ماہرین میں شمار ہوتے تھے لیکن موجودہ دور کے علم کے لحاظ سے کچھ سوالات ان کی تحقیق پر اٹھتے ہیں مثلاً فرینکفرٹ اور لنگڈان کے زمانے میں کرونولوجی پر (تاریخی ترتیب) سائنسی لحاظ سے آثاروں کی عمر کا پتہ لگانے کا طریقہ ابھی ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس لئے کھدائیوں کے دوران ملنے والے کچھ آثاروں کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کونسے دور کے ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح ان کے زمانے میں آثاروں سے ملنے والی معلومات کا اندراج کیا جاتا تھا (ریکارڈنگ) وہ طریقہ آج کے معیار پر مکمل طور پر پورا نہیں اترتا۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ کیا تل اسمر کے ٹمپل میں صرف فرٹیلیٹی کے مرکزی خدا کی عبادت کی جاتی تھی؟ فرینکفرٹ خود کہہ رہا ہے کہ وہاں ایک مدرگاڈس اور ایک سن گاڈ کی بھی عبادت کی جاتی تھی۔ بے شک وہ حیثیت میں کم تھے مگر دونوں وہاں کی عبادت کا حصہ تھے۔ اس کے علاوہ ٹمپل کے کچھ آثاروں کی نئی تحقیق کے مطابق ایسا لگ رہا ہے کہ وہاں کچھ اور دیوتاؤں کی عبادت بھی کی جاتی تھی۔ تو اس صورت حال میں ان کا فرٹیلیٹی کے مرکزی خدا کے ساتھ کیا کوئی رشتہ بنتا ہے؟ کیا وہ اپنی الگ حیثیت رکھتے ہیں؟ فرینکفرٹ کے مطابق مدرگاڈس کا بہر حال

بقیہ صفحہ 13 پر

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: ماہ جولائی میں موصول ہونے والی آراء ...... از صفحہ 3

احسن رنگ میں مستفیض ہوسکیں۔

(اے آر بھٹی۔ آسٹریلیا)

- **مرغوب ترین اخبار**

میرے مرغوب اخبار الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر دلی مبارکباد قبول کریں۔ روزنامہ الفضل آن لائن کے اداریے اور موضوعات میرے دل کی امنگوں کے عین مطابق ہونے پر ممنون ہوں۔

(محمد انور شہزاد)

- **عمدہ سلسلے**

مورخہ 18جولائی کے شمارے میں عابد خان صاحب کی ڈائری کا صفحہ ’’اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز‘‘ بہت عمدہ سلسلہ ہے۔ اس سلسلے میں، میں الفضل کی بے حد شکر گزار ہوں کہ جہاں اچھے اچھے مضامین اور اداریے پڑھنے کو ملتے ہیں وہیں مکرم عابد خان صاحب کی ڈائری کو شیئر کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ اس ڈائری کو پڑھ کر ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو رہی ہو اور پیارے حضور ہمارے سامنے تشریف فرما ہوں۔

(منصورہ فضل من۔ قادیان)

- **عمدہ مضامین**

ماشاء اللہ! الفضل کو اپنے عروج پر دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے، الحمد للہ۔ 7 جولائی کے الفضل میں صدف علیم صدیقی صاحبہ کا مضمون ’’خاوندوں کی فرمانبردار عورتوں سے اللہ تعالیٰ کے وعدے‘‘ اور 5 جولائی کو ان ہی کا مضمون ’’جلسے اجتماعات سے دینی علم اور تقوی کے پارسل لے کر آئیں‘‘ محترمہ نے دونوں مضامین ہی اچھے انداز میں سمجھائے ہیں۔

(خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

- **لطف آ گیا**

مورخہ 15 جولائی 2022ء کے شمارہ میں آنسہ محمود بقاپوری صاحبہ کا مضمون ’’مسجد میرا میکہ‘‘ پڑھا لطف آ گیا۔ مضمون کی ہر عبارت سے ایمان و تقویٰ کی برسات ہو رہی تھی۔

(ونگ کمانڈر زکریا داؤد۔ کینیڈا)

- **اچھوتے موضوعات**

مورخہ 16جولائی کے شمارے میں آپ کا اداریہ بعنوان ’’جنی گوڈی انی ڈوڈی‘‘ پڑھا۔ یہ موضوع میرے لیے نیا تھا لیکن مضمون پڑھ کر اس کا معنی و مطلب بخوبی واضح ہوگیا۔ بہت ہی خوبصورت مثالوں سے مزین کیا گیا۔

(صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

- **روحانی خزائن بانٹنے والا**

مورخہ 16جولائی کی اشاعت میں شائع کردہ مضمون ’’سلطان القلم کی تحریر کا طریق‘‘ پڑھنے کی توفیق ملی جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محنت، کوشش اور دین اسلام کے لیے آپؑ کے جذبہ کا ذکر کیا گیا اور یہ حقیقت ہے کہ یہ روحانی خزائن روح کو زندگی بخشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خزائن سے ہمیشہ جڑا رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(نعمان احمد)

فقہی کارنر

اخبار کی پیشگی قیمت کم اور مابعد زیادہ وصول کرنا

مورخہ 14 فروری 1907ء کے اخبار بدر میں ایڈیٹر صاحب کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا کہ اخبار کی پیشگی قیمت کم اور مابعد قیمت زیادہ ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے لکھا اخبار کی قیمت اگر پیشگی وصول کی جائے تو اخبار کے چلانے میں سہولت ہوتی ہے۔ جو لوگ پیشگی قیمت نہیں دیتے اور بعد کے وعدے کرتے ہیں ان میں سے بعض تو صرف وعدوں پر ہی ٹال دیتے ہیں اور بعض کی قیمتوں کی وصولی کے لئے بار بار کی خط و کتابت میں ان سے قیمتیں لینے کے واسطے یاد داشتوں کے لکھنے کے اس کا معاوضہ وصول کرنے کے واسطے اخبار کی قیمت مابعد کے نرخ میں ایک روپیہ زائد کیا گیا ہے۔ یعنی مابعد دینے والوں سے قیمت اخبار بجائے تین روپے کے چار روپے وصول کئے جائیں گے۔ یہ معاملہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس کا جواب حضرت صاحب نے مندرجہ ذیل لکھا۔

’’میرے نزدیک اس سے سود کو کچھ تعلق نہیں۔ مالک کا اختیار ہے کہ جو چاہے قیمت طلب کرے۔ خاص کر بعد کی وصولی میں حرج بھی ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اخبار لینا چاہتا ہے تو وہ پہلے بھی دے سکتا ہے۔ یہ امر خود اس کے اختیار میں ہے۔‘‘

(بدر 14 فروری 1907ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

ایک Ewe کہاوت ہے کہ تازہ پام کا درخت کبھی آگ نہیں پکڑتا۔ اس کہاوت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ فقرہ ’’میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو‘‘۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34) ذہن میں عود آیا۔ جماعت احمدیہ کے تازہ اور سرسبز وجود پر مخالفتوں کی آگ کا اثر نہیں ہوتا۔ حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ

’’تمام مخالفتوں سے صبر اور دعا کے ساتھ گزرتی ہوئی۔۔۔ روز بروز یہ جماعت ترقی کر رہی ہے اور آج ہم دنیا کے ہر خطہ میں جماعت احمدیہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور اس ترقی نے ہی دشمن کو بوکھلا دیا ہے۔ یہ جو مخالفتیں بڑھ رہی ہیں، دشمنیاں بڑھ رہی ہیں، جماعت کے خلاف منصوبہ بندیاں بڑھ رہی ہیں، یہ صرف اس لئے ہیں کہ جماعت ان کو پھیلتی نظر آ رہی ہے۔ پس یہ تخم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بویا تھا۔۔۔ وہ تو پھل پھول رہا ہے۔ ہاں قانونِ قدرت ہے کہ سرسبز اور پھلنے والے جو درخت ہوتے ہیں اُن میں بھی بعض دفعہ اِکّا دُکّا خشک ٹہنیاں نظر آنے لگ جاتی ہیں تو درخت کا جو مالک ہے وہ ایسی ٹہنیوں کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے اور اس سے درخت کے پھل پھول لانے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کا لگایا ہوا یہ سرسبز درخت جو ہے یہ تو صبر اور دعا کے پانی سے سینچا جا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ پھلتا پھولتا رہے گا۔ جو شاخ بھی اس پانی سے فیض حاصل نہیں کرے گی، اُس کی حالت سوکھی ٹہنی کی طرح ہو گی اور وہ کٹ جائے گی، کاٹ دی جائے گی۔ پس ان حالات میں جبکہ احمدیت کی مخالفت میں جیسا کہ میں نے کہا تیزی آئی ہے اور مزید مخالفت بڑھ رہی ہے۔۔۔ تو صبر اور دعا کے ساتھ ہر احمدی اللہ تعالیٰ سے پہلے سے بڑھ کر مدد مانگے اور اس سرسبز اور بڑھنے اور پھلنے اور پھولنے والے درخت کا حصہ بنا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (خطبہ جمعہ 26/ نومبر 2010ء)

ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

طلوع و غروب آفتاب

غروب آفتاب	طلوع فجر	یکم ستمبر 2022ء	
18:37	04:46		مکہ مکرمہ
18:40	04:43	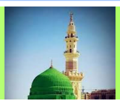	مدینہ منورہ
18:53	04:39		قادیان
18:33	04:19		ربوہ
19:50	04:46		اسلام آباد ٹلفورڈ